REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N.61/57.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ۔ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

سیرت النبی نمبر

جلد ۴۲

شمارہ ۳۳، ۳۴

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

۳۰ صفر / ۷ ربیع الاول ۱۴۱۴ ہجری | ۱۹/۲۶ ظہور ۱۳۷۲ ہش | ۱۹/۲۶ اگست ۱۹۹۳ء
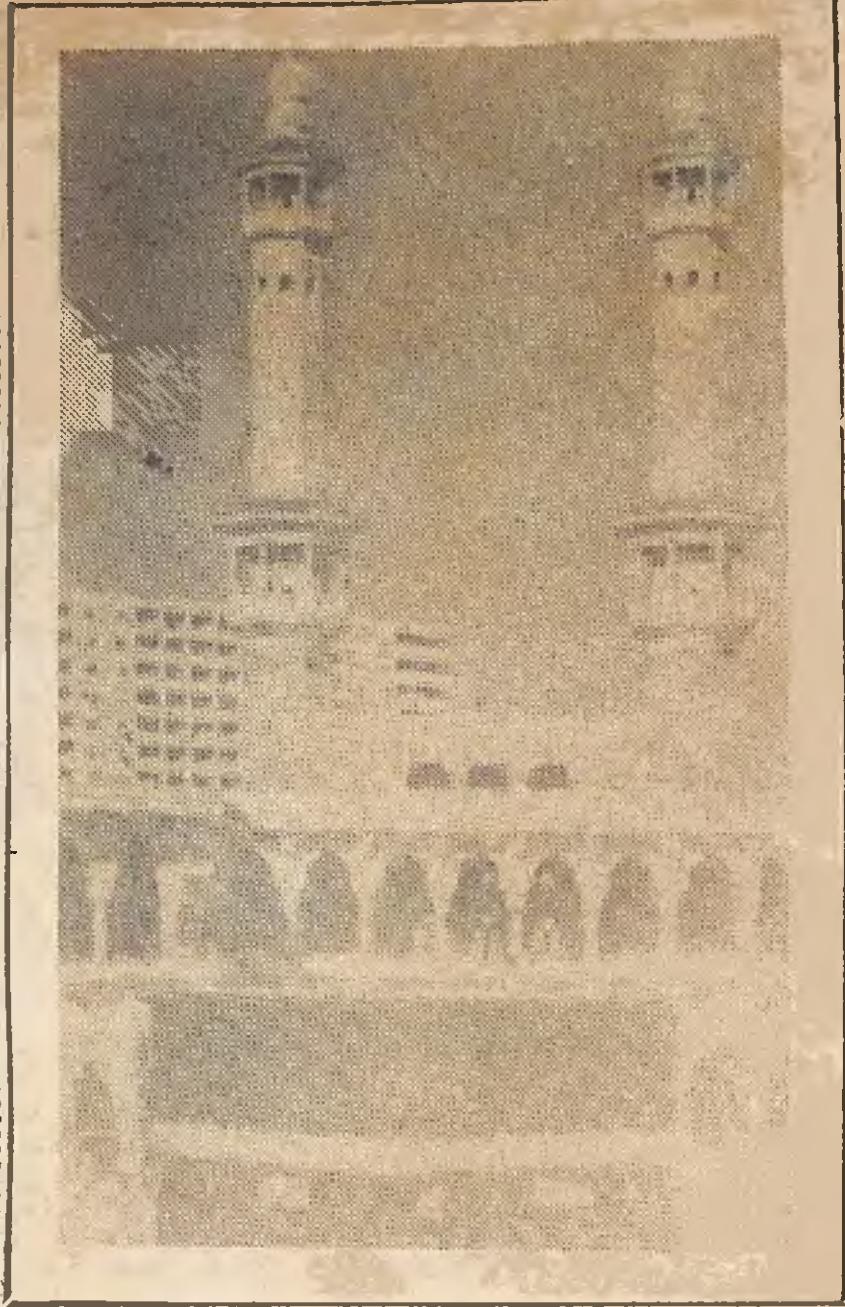
سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان

"ہمارا دِل اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس محمد مصطفےٰ رحمۃ للعالمین کا غلام دِل بنایا ہے اور اُس کے لئے اِس کے سوا اور کوئی راہ نہیں کہ اپنے غم بھلا کر دوسروں کے غم بانٹنے کی کوشش کرے"۔

جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۹۳ء کے اختتامی اجلاس سے حضور انور ایدہ اللہ تعالےٰ کا خطاب۔

جلسہ سالانہ برطانیہ منعقدہ ۳۰-۳۱ جولائی و یکم اگست ۱۹۹۳ء کے سامعین کا ایک منظر

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
ہفت روزہ بدر قادیان
۱۹-۲۶ ظہور ۱۳۷۲ ہش

حُرمتِ انبیاء کا علمبردار۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

آج جبکہ بدر کے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ چند سطور لکھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں ملک کے گوشے گوشے میں کرشن جنم اشٹمی کا مبارک تیوہار اپنی شان کے ساتھ منایا جا رہا ہے۔ اس سے ذہن اس طرف منتقل ہوا کہ کیوں نہ سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے اس پہلو پر کچھ روشنی ڈالی جائے جو انبیاء علیہم السلام کی عزت و تکریم سے تعلق رکھتا ہے۔

رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں وہ پہلے اور آخری نبی ہیں جنہوں نے رشیوں، منیوں اور رسولوں کی عزتوں کو چار چاند لگا دیئے۔ ایک تو اس طرح کہ قرآنِ مجید میں انبیاء علیہم السلام کا ذکر نہایت شان اور عزت و احترام سے کیا گیا ہے۔ اور دوسرے اس طرح کہ بعض انبیاء پر ان کے مخالفین نے جو جھوٹے الزامات لگائے تھے قرآنِ مجید ان غلط الزامات و بہتانات سے ان انبیاء کرام کو بری قرار دیتا ہے اور اب ایک مسلمان اس وقت تک حقیقی مسلمان نہیں کہلا سکتا جب تک یہ عقیدہ نہ رکھے کہ دنیا کی ہر قوم میں خدا کی طرف سے بدیوں اور گناہوں سے ڈرانے والے آئے ہیں۔ (سورہ فاطر : ۲۵) اور یہ کہ ہر قوم میں خدا کی طرف سے ہادی مبعوث ہوئے ہیں۔ (سورہ رعد : ۸) اس بناء پر ہر ایک مسلمان جہاں رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عقیدت و محبت رکھتا ہے وہاں اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ دنیا کے کسی بھی خطہ، ملک و قوم میں مبعوث ہونے والے نبیوں اور ان کی کتابوں پر بھی ایمان لائے۔ اور ان کی دل سے عزت و تکریم کرے۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ قف لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ قف (البقرہ : ۲۸۶) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے پیروکار سب مسلمان اللہ اور فرشتوں اور خدا کی طرف سے نازل کی جانے والی کتابوں اور اس کی طرف سے بھیجے جانے والے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں۔ اور اس خدا کے رسولوں میں ایک دوسرے کے درمیان فرق نہیں کرتے۔

اس مبارک اور امن بخش تعلیم کی روشنی میں ایک مسلمان پر فرض ہے کہ وہ جس طرح رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے اور دل و جان سے آپؐ کی عزت و عظمت کے گن گاتا ہے اسی طرح حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت کرشن، حضرت رام اور حضرت بدھ اور دیگر خدا کے برگزیدہ بندوں پر بھی ایمان لائے۔ اور ان کے لئے اپنے دل میں عزت و احترام کے جذبات رکھے۔ پس اسلام کی یہ بے نظیر تعلیم ایسی ہے کہ جس کے نتیجہ میں دنیا میں امن و اتحاد کی راحت بخش ہوائیں چل سکتی ہیں۔ اگر باقی مذاہب بھی اسلام کی اس تعلیم کو اپنا لیں اور مسلمان اس تعلیم پر عمل کرنا شروع کر دیں تو ہمارا ملک ہندوستان تو کیا پوری دنیا امن و آشتی کا گہوارہ بن سکتی ہے۔ اور مسلمان اس تعلیم پر عمل کیوں نہ کریں؟ جبکہ ان کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام زندگی میں اس تعلیم پر عمل کر کے دکھایا ہے۔ یاد کیجئے وہ دن ــــ ہاں وہ دن ــــ جس مبارک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے نجران کے عیسائیوں کو مدینہ میں مسجدِ نبویؐ میں عبادت کے فرائض ادا کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ کیا آج یورپ کی عیسائی حکومتوں کے لئے بوسنین مسلمانوں کے مقابل پر رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حسین نمونہ کافی نہیں ہے؟

انبیاء علیہم السلام کی عزت و احترام اور لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ (یعنی رسولوں میں ایک دوسرے کے درمیان کوئی تفریق نہیں) کا نظارہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ میں ہمیں اس وقت نہایت روشن نظر آتا ہے جبکہ آپؐ نے فرمایا مجھے حضرت موسیٰؑ پر فضیلت نہ دو۔ ایک اور موقعہ پر فرمایا مجھے یونس بن متی پر فضیلت نہ دو۔ (بخاری) اپنے اس فرمان کے ذریعہ آپؐ نے اس حقیقت کو واضح کیا کہ نبی ہونے کے اعتبار سے سب انبیاء برابر ہیں۔ دوسرے اس امن بخش ارشاد کے ذریعہ آپؐ اس اختلاف کو ہمیشہ کے لئے کچل دینا چاہتے تھے کہ ایک نبی کے پیروکار دوسرے نبیوں کے پیروکاروں کے سامنے بلاوجہ اپنے نبی کی شان و عزت کو جھگڑے اور فتنہ و فساد کا ذریعہ بنا لیں جس سے دوسروں کے دل دکھیں۔ اگر مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت اور آپؐ کی شان کو بہتر سمجھتے ہیں تو وہ آپؐ پر درود بھیجیں اور آپؐ کی خوبیوں کو دنیا کے سامنے پیش کریں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دوسروں کو اپنے سے قریب لانے کے لئے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حسین نمونوں پر عمل کر کے دکھائیں۔ اسی طرح اگر حضرت عیسیٰ اور حضرت کرشن کے ماننے والے اپنے اپنے انبیاء کی شان و عظمت کے قائل ہیں تو وہ بھی صرف ان کی زندگیوں کے حسین نمونوں کو دیگر اہلِ مذاہب کے سامنے پیش کریں۔

انبیاء علیہم السلام کی عزت و تکریم سے متعلق سرورِ کائنات رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کا ایک حسین پہلو یہ بھی تھا کہ جب تک آپؐ پر کوئی واضح ہدایت کسی معاملہ میں نازل نہ ہوتی تو آپؐ گزشتہ انبیاء علیہم السلام بالخصوص اپنے سے پہلے کی موسوی شریعت پر عمل فرماتے تھے۔ مثلاً جب تک خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھنے کا ارشاد نازل نہیں ہوا آپؐ نے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں ادا فرمائیں۔ اسی طرح بعض اور معاملات میں بھی آپؐ کی یہ سنتِ مبارکہ ثابت ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی عزت و شان کی یہ تعلیم اور عملی نمونہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں پیش فرمایا اگر دنیا کی تمام اقوام میں پیدا ہو جائے تو مذہب کی لڑائیاں اور فتنے یکدم اس دنیا سے مفقود ہو جائیں۔ پھر کوئی مسجد پر ظلم نہیں کرے گا۔ مندر جنگ کا اکھاڑہ نہ بنیں گے۔ بلکہ یہ تمام مسائل پیار اور محبت سے حل ہو جائیں گے۔

اس موقع پر یہ لکھنا بھی ضروری ہے کہ دنیا کے تمام انبیاء نے اپنی عبادت گاہوں کو تو درکنار اپنے مقدس شہروں کو بھی لڑائی جھگڑوں سے ممنوعہ علاقہ قرار دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کے اِرد گرد کے کئی میل کے علاقے کو لڑائی جھگڑے سے پاک رکھنے کی تاکید فرمائی۔ یہاں تک حکم دیا کہ حرم کے علاقہ میں کسی جانور کا بھی شکار نہ کیا جائے۔ حتیٰ کہ درخت وغیرہ بھی نہ کاٹا جائے۔ یہی حال حضرت رام چندر جی کا تھا کہ آپ کی مقدس بستی ایودھیا کا نام ہی بتاتا ہے کہ یہ وہ بستی ہے جہاں یُدھ نہیں کیا جا سکتا۔ اگرچہ آپ کی زندگی کے واقعات سے تو علم نہیں ہوتا۔ لیکن یہ بات یقینی ہے کہ آپ نے اپنے پیروکاروں کو یہ نصیحت کی ہوگی کہ وہ اس مقدس شہر کو کبھی جنگ کا اکھاڑہ نہ بنائیں۔ لیکن آج آپ کے بعض ناخلف پیروکاروں نے ایودھیا کو بجائے "یدھ نہ کرنے والی زمین" کے "یُدھ ستھان" بنا دیا۔ اس طرح کر کے نہ صرف یہ کہ انہوں نے اپنے مذہب کی کوئی قابلِ تعریف خدمت سرانجام نہیں دی، بلکہ حضرت رام کی مقدس روح کو بھی صدمہ پہنچایا ہے۔

پس آج کرشن جنم اشٹمی اور سرورِ کائنات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک یومِ میلاد کے موقع پر ہم ہندوستانیوں کے لئے یہ سبق ہے کہ ہم رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تعلیم اور آپؐ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی میں تمام انبیاء کی عزت و تکریم کریں۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر اپنے اختتامی خطاب (یکم اگست ۹۳ء) میں اہلِ دنیا کو یہی نصیحت فرمائی ہے کہ وہ امن و اتحاد کے حوالے سے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ پر غور کریں۔

اس ضمن میں مامورِ زمانہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کا عظیم اعلان ملاحظہ فرمائیں :-

"ہم اس بات کا اعلان کرنا اور اپنے اقرار کو تمام دنیا میں شائع کرنا اپنی ایک سعادت سمجھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے نبی سب کے سب پاک اور بزرگ اور خدا کے برگزیدہ تھے۔ ایسا ہی خدا نے جن بزرگوں کے ذریعہ سے پاک ہدایتیں آریہ ورت میں نازل کیں اور نیز بعد میں آنے والے جو آریوں کے مقدس بزرگ تھے جیسا کہ رام چندر اور کرشن یہ سب کے سب مقدس لوگ تھے۔" (چشمۂ معرفت ضمیمہ ص ۱۲)

انبیاء علیہم السلام کی عزت و احترام اور اس کے نتیجہ میں امنِ عالم کے قیام کے متعلق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑہا دلوں میں ان کی عزت اور عظمت بٹھا دی۔ اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کر دی اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا۔ یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھلایا۔ اس اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا...... کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔"

(تحفہ قیصریہ ص ۷)

اللہ تعالیٰ ہمیں سرورِ کائنات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے اس حسین پہلو کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(منیر احمد خادم)

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اخلاق و فضائل کلامِ الٰہی کی روشنی میں

★ـ مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ○

(احزاب : آیت ۴۱)

ترجمہ :- نہ محمدؐ تم میں سے کسی مرد کے باپ تھے نہ ہیں (نہ ہوں گے) لیکن اللہ کے رسول ہیں بلکہ (اس سے بھی بڑھ کر) نبیوں کی مُہر ہیں اور اللہ ہر ایک چیز سے خوب آگاہ ہے۔

★ـ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ○ (قلم : آیت ۵)

(اس کے علاوہ ہم یہ بھی قسم کھاتے ہیں کہ) تُو (اپنی تعلیم اور عمل میں) نہایت اعلیٰ درجہ کے اخلاق پر قائم ہے۔

★ـ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(اٰل عمران ، آیت ۳۲)

تُو کہہ کہ (اے لوگو!) اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔ (اس صورت میں) وہ (بھی) تم سے محبت کرے گا اور تمہارے قصور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

★ـ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى ؕ ..... ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ؕ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ؕ

(نجم : آیت ۴ تا ۹)

اور وہ اپنی خواہشِ نفسانی سے کلام نہیں کرتا بلکہ وہ (یعنی اس کا پیش کردہ کلام قرآن مجید) صرف خدا کی طرف سے نازل ہونے والی وحی ہے ..... اور وہ (یعنی حضرت محمد رسول اللہ بندوں کے اس اضطراب کو دیکھ کر اور ان پر رحم کر کے خدا سے ملنے کے لئے) اُس کے قریب ہوئے اور وہ (خدا) بھی (محمد رسول اللہ صلعم) کی ملاقات کے شوق میں) اُوپر سے نیچے آگیا اور وہ دونوں دو کمانوں کے متحدہ وتر کی شکل میں تبدیل ہو گئے اور ہوتے ہوئے اس سے بھی زیادہ قُرب کی صورت اختیار کر لی۔

★ـ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ (احزاب : ۵۷)

اللہ یقیناً اس نبیؐ پر اپنی رحمت نازل کر رہا ہے اور اس کے فرشتے بھی (یقیناً اس کے لئے دُعائیں کر رہے ہیں پس) اے مومنو! تم بھی اس نبی پر درود بھیجتے اور ان کے لئے دُعائیں کرتے رہا کرو۔ اور (خوب جوش وخروش سے) ان کے لئے سلامتی مانگتے رہا کرو۔

★ـ يٰٓاَيُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ○

(احزاب : ۴۷)

اے نبیؐ! ہم نے تجھے اس حال میں بھیجا ہے کہ تُو (دنیا کا) نگران بھی ہے (مومنوں کو) خوشخبری دینے والا بھی ہے اور (کافروں کو) ڈرانے والا بھی ہے اور نیز اللہ کے حکم سے اس کی طرف بُلانے والا اور ایک چمکتا ہُوا سُورج بنا کر (بھیجا ہے)

★ـ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ؕ

(احزاب : ۲۲)

تمہارے لئے (یعنی ان لوگوں کے لئے) جو اللہ اور اُخروی دن سے ملنے کی اُمید رکھتے ہیں اور اللہ کا بہت ذکر کرتے ہیں، اس کے رسولؐ میں ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔ (جس کی انہیں پیروی کرنی چاہیئے)

★ـ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ (انبیاء : ۱۰۸)

اور ہم نے تجھے دُنیا کے لئے صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مقام و مرتبہ احادیث کی روشنی میں

●ـ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَیَّ صَلٰوةً وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيْئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَهٗ عَشْرُ دَرَجٰتٍ۔ (نسائی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایک بار مجھ پر درود بھیجے گا اللہ اس پر دس رحمتیں بھیجے گا۔ اور اس کے دس گناہ بخشے جاویں گے اور اس کے دس درجات بلند کئے جائیں گے۔

●ـ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَيْلٰىؓ قَالَ لَقِيَنِیْ كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ اَلَا اُهْدِیْ لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ بَلٰى فَاهْدِهَا لِیْ فَقَالَ سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

(متفق علیہ)

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؓ سے روایت ہے، وہ کہتے کہ مجھ سے کعب بن عجرہؓ نے ملاقات کی اور کہا کہ کیا میں تیرے واسطے تحفہ نہ بھیجوں جو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے پس مَیں نے کہا ہاں میرے لئے اس تحفہ کو بھیجو۔ پس کعب نے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسولؐ ہم آپ نبوت کے اہلِ بیت پر کس طرح درود بھیجیں تحقیق اللہ تعالےٰ نے آپ پر سلام بھیجنے کی کیفیت سکھلائی۔ فرمایا کہو اے اللہ رحمت بھیج محمدؐ پر اور محمدؐ کی آل پر جیسا کہ تو نے رحمت بھیجی ابراہیمؑ پر اور ان کی آل پر تحقیق تو تعریف کیا گیا ہے اور بزرگ ہے۔ اے اللہ برکت نازل فرما محمدؐ پر اور آلِ محمدؐ پر جیسے کہ تو نے برکت بھیجی ابراہیمؑ پر اور آلِ ابراہیمؑ پر تحقیق تو تعریف کیا گیا اور بزرگ ہے۔

●ـ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ۔ (مُسلم)

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میں اولادِ آدم کا سردار ہوں گا۔ مَیں پہلا شخص ہوں گا جس سے قبر پھٹے گی اور مَیں پہلا شفاعت کرنے والا اور پہلا ہوں جس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

●ـ عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِیْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَّجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا فَاَيُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِیْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِیْ وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ وَكَانَ النَّبِیُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَّبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ عَامَّةً۔

(متفق علیہ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَیں پانچ خصلتیں دیا گیا ہُوں جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئیں۔ ایک ماہ کی مسافت سے رُعب کے ساتھ مَیں مدد کیا گیا ہوں۔ میرے لئے تمام زمین مسجد اور پاکیزہ بنا دی گئی ہے۔ میری اُمّت میں سے جس شخص پر نماز کا وقت آجائے وہ نماز پڑھ لے۔ میرے لئے غنائم حلال کر دی گئیں مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہوئیں۔ مجھے شفاعت کا حق ملا ہے۔ اور پہلے نبی کسی خاص ایک قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے اور مَیں سب لوگوں کی طرف مبعوث ہُوا ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے دو عظیم شاہکار

★۔ اکمل و افضل خطاب، حجۃ الوداع
★۔ اکمل و افضل معاہدۂ مدینہ

خطاب حجۃ الوداع (سنہ ۱۰ ہجری)

" اے لوگو! میری بات کو اچھی طرح سنو۔ کیونکہ میں نہیں جانتا کہ اس سال کے بعد کبھی بھی میں تم لوگوں کے درمیان اس میدان میں کھڑے ہو کر کوئی تقریر کروں گا۔ تمہاری جانوں اور تمہارے مالوں کو خدا تعالےٰ نے ایک دوسرے کے حملہ سے قیامت تک کے لئے محفوظ قرار دیا ہے۔ خدا تعالےٰ نے ہر شخص کے لئے ورثہ میں اس کا حصہ مقرر کر دیا ہے۔ کوئی وصیت ایسی جائز نہیں جو دوسرے وارث کے حق کو نقصان پہنچائے۔ جو بچہ جس کے گھر میں پیدا ہو وہ اس کا سمجھا جائے گا۔ اور اگر کوئی بدکاری کی بناء پر اس بچہ کا دعویٰ کرے گا تو وہ خود شرعی سزا کا مستحق ہوگا۔ جو شخص کسی کے باپ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتا ہے یا کسی کو جھوٹے طور پر اپنا آقا قرار دیتا ہے خدا اور اس کے فرشتوں اور بنی نوع انسان کی لعنت اس پر ہے۔

اے لوگو! تمہارے کچھ حق تمہاری بیویوں پر ہیں اور تمہاری بیویوں کے کچھ حق تم پر ہیں۔ اُن پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ عفت کی زندگی بسر کریں اور ایسی کمینگی کا طریق اختیار نہ کریں جس سے خاوندوں کی قوم میں بے عزتی ہو۔ اگر وہ ایسا کریں تو تم (جیسا کہ قرآن کریم کی ہدایت ہے کہ باقاعدہ تحقیق اور عدالتی فیصلہ کے بعد ایسا کیا جا سکتا ہے) انہیں سزا دے سکتے ہو۔ مگر اس میں بھی سختی نہ کرنا۔ لیکن اگر وہ کوئی ایسی حرکت نہیں کرتیں جو خاندان اور خاوند کی عزت کو بٹہ لگانے والی ہو تو تمہارا کام ہے کہ تم اپنی حیثیت کے مطابق ان کی خوراک اور لباس وغیرہ کا انتظام کرو۔ اور یاد رکھو کہ ہمیشہ اپنی بیویوں سے اچھا سلوک کرنا کیونکہ خدا تعالےٰ نے ان کی نگہداشت تمہارے سپرد کی ہے۔ عورت کمزور ہوتی ہے اور وہ اپنے حقوق کی خود حفاظت نہیں کر سکتی۔ تم نے جب ان کے ساتھ شادی کی تو خدا تعالےٰ کو ان کے حقوق کا ضامن بنایا تھا۔ اور خدا تعالےٰ کے قانون کے ماتحت تم ان کو اپنے گھروں میں لائے تھے۔ (پس خدا تعالےٰ کی ضمانت کی تحقیر نہ کرنا اور عورتوں کے حقوق کے ادا کرنے کا ہمیشہ خیال رکھنا)

اے لوگو! تمہارے ہاتھوں میں ابھی کچھ جنگی قیدی بھی باقی ہیں۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ان کو وہی کھلانا جو تم خود کھاتے ہو۔ اور ان کو وہی پہنانا جو تم خود پہنتے ہو۔ اگر اُن سے کوئی ایسا قصور ہو جائے جو تم معاف نہیں کر سکتے تو ان کو کسی اور کے پاس فروخت کر دو کیونکہ وہ خدا کے بندے ہیں اور ان کو تکلیف دینا کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ اے لوگو جو کچھ میں تم سے کہتا ہوں سنو اور اچھی طرح (۱) کو یاد رکھو .... تم سب ایک ہی درجہ کے ہو۔ تم تمام انسان خواہ کسی قوم اور حیثیت کے ہو۔ انسان ہونے کے لحاظ سے ایک درجہ رکھتے ہو۔ یہ کہتے ہوئے آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا دیں اور کہا جس طرح دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں برابر ہیں اسی طرح تم بنی نوع انسان آپس میں برابر ہو۔ تمہیں ایک دوسرے پر فضیلت اور درجہ ظاہر کرنے کا کوئی حق نہیں۔ تم آپس میں بھائیوں کی طرح ہو۔ پھر فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے آج کونسا مہینہ ہے؟ کیا تمہیں معلوم ہے یہ علاقہ کونسا ہے؟ کیا تمہیں معلوم ہے یہ دن کونسا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں یہ مقدس مہینہ ہے یہ مقدس علاقہ ہے، اور یہ حج کا دن ہے۔ ہر جواب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس طرح یہ مہینہ مقدس ہے جس طرح یہ علاقہ مقدس ہے جس طرح یہ دن مقدس ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی جان اور اس کے مال کو مقدس قرار دیا ہے اور کسی کی جان اور کسی کے مال پر حملہ کرنا ایسا ہی ناجائز ہے جیسے کہ اس مہینے اس علاقہ اور اس دن کی ہتک کرنا۔ یہ حکم آج کے لئے نہیں، کل کے لئے نہیں بلکہ اس دن تک کے لئے ہے کہ تم خدا سے جا کر ملو۔ پھر فرمایا، یہ باتیں جو میں تم سے آج کہتا ہوں ان کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دو۔ کیونکہ ممکن ہے کہ جو لوگ آج مجھ سے سن رہے ہیں ان کی نسبت وہ لوگ ان پر زیادہ عمل کریں جو مجھ سے نہیں سن رہے "

(نبیوں کا سردار مؤلفہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ صفحہ ۲۰۵)

میثاق مدینہ (معاہدۂ مدینہ)

مدینہ تشریف لے جانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے یہود و دیگر قبائل اور مسلمانوں کے درمیان جو عظیم معاہدہ فرمایا، معاہدات کی دنیا میں ایک سنہری معاہدے کی حیثیت رکھتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:۔

(۱) ۔ مسلمان اور یہودی آپس میں ہمدردی اور اخلاص کے ساتھ رہیں گے اور ایک دوسرے کے خلاف زیادتی یا ظلم سے کام نہیں لیں گے۔
(۲) ۔ ہر قوم کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔
(۳) ۔ تمام باشندگان کی جانیں اور اموال محفوظ ہوں گے۔ اور ان کا احترام کیا جائے گا۔ سوائے اس کے کہ کوئی شخص ظلم یا جرم کا مرتکب ہو۔
(۴) ۔ ہر قسم کے اختلافات اور تنازعات رسول اللہ کے سامنے فیصلہ کے لئے پیش ہوں گے اور ہر فیصلہ خدائی حکم (یعنی ہر قوم کی اپنی شریعت) کے مطابق کیا جائے گا۔
(۵) ۔ کوئی فریق بغیر اجازت رسول اللہ جنگ کے لئے نہیں نکلے گا۔
(۶) ۔ اگر یہودیوں یا مسلمانوں کے خلاف کوئی قوم جنگ کرے گی تو وہ ایک دوسرے کی امداد میں کھڑے ہوں گے۔
(۷) ۔ اسی طرح اگر مدینہ پر کوئی حملہ ہوگا تو سب مل کر اس کا مقابلہ کریں گے۔
(۸) ۔ قریش مکہ اور اُن کے معاونین کو یہود کی طرف سے کسی قسم کی امداد یا پناہ نہیں دی جائے گی۔
(۹) ۔ ہر قوم اپنے اخراجات خود برداشت کرے گی۔
(۱۰) ۔ اس معاہدہ کی رو سے کوئی ظالم یا آثم یا مفسد اس بات سے محفوظ نہیں ہوگا کہ اسے سزا دی جاوے یا اس سے انتقام لیا جاوے۔

(سیرت حضرت خاتم النبیین صلعم جلد دوم ۲۹ مؤلفہ حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔)

دُرود و سلام حضرت سیّدالرُسل محمد مُصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور اُنکی آل و اصحاب پر

کلماتِ طیبات سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"الٰہی تیرا ہزار ہزار شکر کہ تُو نے ہم کو اپنی پہچان کا آپ راہ بتایا اور اپنی پاک کتابوں کو نازل کر کے فکر اور عقل کی غلطیوں اور خطاؤں سے بچایا۔ اور دُرود اور سلام حضرت سیّد الرسل محمد مصطفےٰ صلعم اور آن کی آل و اصحاب پر کہ جس سے خُدا نے ایک عالمِ گم گشتہ کو سیدھی راہ پر چلایا۔ اور وہ مُربی اور نفع رساں کہ جو بھُولی ہُوئی خلقت کو پھر راہِ راست پر لایا۔ وہ مُحسن اور صاحبِ احسان کہ جس نے لوگوں کو شرک اور بتوں کی بَلا سے چھوڑایا۔ وہ نُور اور نُور افشاں کہ جس نے توحید کی رَوشنی کو دنیا میں پھیلایا۔ وہ حکیم اور معالجِ زمان کہ جس نے بگڑے ہوئے دِلوں کا راستی پر قدم جمایا۔ وہ کریم اور کرامت نشان کہ جس نے مُردوں کو زندگی کا پانی پلایا۔ وہ رَحیم اور مہربان کہ جس نے اُمّت کے لئے غم کھایا اور درد اُٹھایا۔ وہ شجاع اور پہلوان جو ہم کو موت کے مُنہ سے نکال لایا۔ وہ حلیم اور بے نفس انسان کہ جس نے بندگی میں سر جُھکایا اور اپنی ہستی کو خاک سے مِلایا۔ وہ کامل موحّد اور بحرِ عرفان کہ جس کو صرف خدا کا جلال بھایا اور غیر کو اپنی نظر سے گرایا۔ وہ معجزۂ قدرتِ رحمٰن کہ جو اُمّی ہو کر سب پر علومِ حقانی میں غالب آیا اور ہر یک قوم کو غلطیوں اور خطاؤں کا ملزم ٹھہرایا۔"

(براہین احمدیہ حصّہ اوّل صٰ ۸)

سب سے افضل نبی

"اصل حقیقت یہ ہے کہ سب نبیوں سے افضل وہ نبی ہے کہ جو دُنیا کا مُربیِّ اعظم ہے یعنی وہ شخص کہ جس کے ہاتھ سے فسادِ اعظم دُنیا کا اصلاح پذیر ہوا جس نے توحیدِ گم گشتہ اور ناپید شدہ کو پھر زمین پر قائم کیا جس نے تمام مذاہبِ باطلہ کو حُجّت اور دلیل سے مغلوب کر کے ہر ایک گمراہ کے شبہات مٹائے۔ جس نے ہر یک مُلحد کے وسواس دُور کئے اور سچا سامان نجات کا ..... اصولِ حقہ کی تعلیم سے ازسرِ نو عطا فرمایا۔ پس اس دلیل سے کہ اس کا فائدہ اور افاضہ سب سے زیادہ ہے اُس کا درجہ اور رُتبہ بھی سب سے زیادہ ہے۔ اب تواریخ بتلاتی ہے کتابِ آسمانی شاہد ہے اور جن کی آنکھیں ہیں وہ آپ بھی دیکھتے ہیں کہ وہ نبی جو بموجب اس قاعدے کے سب نبیوں سے افضل ٹھہرتا ہے وہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

(براہین احمدیہ حصّہ دوم صٰ ۱۰۶ حاشیہ)

آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے

"اللہ جلّ شانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپؐ کو افاضۂ کمال کے لئے مُہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپؐ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے۔ اور آپؐ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔ یہی معنی اس حدیث کے ہیں کہ علماءِ اُمّتی کانبیاءِ بنی اسرائیل یعنی میری اُمّت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہوں گے۔ اور بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے مگر ان کی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موہبت تھیں حضرت موسیٰ کی پیروی کا اس میں ایک ذرہ کچھ دخل نہ تھا۔"

(حقیقۃ الوحی صٰ ۹۷ حاشیہ)

عربی منظوم کلام

یَا عَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ وَالْعِرْفَانِ ۔۔۔ یَسْعٰی اِلَیْکَ الْخَلْقُ کَالظَّمْاٰنِ

اے خدا کے فیض اور عرفان کے چشمہ ۔۔۔ لوگ تیری طرف پیاسے کی طرح دوڑے آتے ہیں

یَا بَحْرَ فَضْلِ الْمُنْعِمِ الْمَنَّانِ ۔۔۔ تَھْوِیْ اِلَیْکَ الزُّمَرُ بِالْکِیْزَانِ

اے منعم و منّان کے فضل کے سمندر ۔۔۔ لوگ کوزے لئے تیری طرف جھُکے آرہے ہیں

یَا شَمْسَ مُلْکِ الْحُسْنِ وَالْاِحْسَانِ ۔۔۔ نَوَّرْتَ وَجْہَ الْبَرِّ وَالْعُمْرَانِ

اے حُسن و احسان کے مُلک کے آفتاب ۔۔۔ تُو نے ویرانوں اور آبادیوں کا چہرہ روشن کر دیا

قَوْمٌ رَاَوْکَ وَاُمَّۃٌ قَدْ اُخْبِرَتْ ۔۔۔ مِنْ ذٰلِکَ الْبَدْرِ الَّذِیْ اَصْبَانِیْ

ایک قوم نے تجھے آنکھ سے دیکھا اور ایک قوم نے ۔۔۔ اُس بدر کی خبریں سُنیں جس نے مجھے اپنا دیوانہ بنایا ہے

اُرْسِلْتَ مِنْ رَّبٍّ کَرِیْمٍ مُّحْسِنٍ ۔۔۔ فِی الْفِتْنَۃِ الصَّمَّاءِ وَالطُّغْیَانِ

تُو خوفناک فتنے اور طغیان کے وقت ۔۔۔ خداوند کریم کی طرف سے بھیجا گیا

یَا لَلْفَتٰی مَا حُسْنُہٗ وَجَمَالُہٗ ۔۔۔ رَیَّاہُ یُصْبِی الْقَلْبَ کَالرَّیْحَانِ

واہ کیا ہی خوش شکل اور خوبصورت جوان ہے ۔۔۔ جس کی خوشبو دِل کو ریحان کی طرح شیفتہ کرلیتی ہے

لَاشَکَّ اَنَّ مُحَمَّدًا خَیْرُ الْوَرٰی ۔۔۔ رِیْقُ الْکِرَامِ وَنُخْبَۃُ الْاَعْیَانِ

بے شک محمد صلعم خیر الورٰی ۔۔۔ برگزیدۂ کرام اور چیدۂ اعیان ہیں

تَمَّتْ عَلَیْہِ صِفَاتُ کُلِّ مَزِیَّۃٍ ۔۔۔ خُتِمَتْ بِہٖ نَعْمَاءُ کُلِّ زَمَانِ

ہر قسم کی فضیلت کی صفتیں آپ کے وجود میں اپنے کمال کو ۔۔۔ پہنچی ہُوئی ہیں۔ اور ہر زمانہ کی نعمتیں آپ کی ذات پر ختم ہیں

یَا حِبِّ اِنَّکَ قَدْ دَخَلْتَ مَحَبَّۃً ۔۔۔ فِیْ مُھْجَتِیْ وَمَدَارِکِیْ وَجَنَانِیْ

اے میرے پیارے تیری محبت میری جان ۔۔۔ میرے سر اور دماغ میں رچ گئی ہے

مِنْ ذِکْرِ وَجْھِکَ یَا حَدِیْقَۃَ بَھْجَتِیْ ۔۔۔ لَمْ اَخْلُ فِیْ لَحْظٍ وَّلَا فِیْ اٰنِ

تیرے مُنہ کی یاد سے اے میرے خوشی کے باغ ۔۔۔ میں کبھی ایک لحظہ بھی خالی نہیں رہتا

جِسْمِیْ یَطِیْرُ اِلَیْکَ مِنْ شَوْقٍ عَلَا

میرا جسم شوقِ غالب کے سبب تیری طرف اُڑا چلا جاتا ہے

یَا لَیْتَ کَانَتْ قُوَّۃُ الطَّیَرَانِ

اے کاش مجھ میں اُڑنے کی قوت ہوتی

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۵۹۴ تا ۵۹۶)

اُردو منظوم کلام

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر میرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر اِک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

پہلوں سے خُوب تر ہے خوبی میں اِک قمر ہے
اُس پر ہر اِک نظر ہے بدر الدُّجیٰ یہی ہے

وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مُرسلیں ہے
وہ طیّب و امیں ہے اُس کی ثنا یہی ہے

جو رازِ دیں تھے بھارے اُس نے بتائے سارے
دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے

اُس نُور پر فِدا ہوں اُس کا ہی میں ہُوا ہوں
وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

وہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تُو خدایا
وہ جس نے حق دِکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

فارسی منظوم کلام

عجب نُوریست در جانِ محمدؐ — عجب لعلیست در کانِ محمدؐ
محمد صلعم کی جان میں عجیب نُور ہے — محمدؐ کی کان میں عجیب لعل ہے

ز ظلمتہا دِلے آنگہ شود صاف — کہ گردد از محبّانِ محمدؐ
تاریکیوں سے دِل اُس وقت صاف ہوتا ہے — جب وہ محمدؐ کے عاشقوں میں سے ہو جاتا ہے

عجب دارم دِلِ آں ناکساں را — کہ رُو تابند از خوانِ محمدؐ
عجیب اُن کمینوں اور نالائقوں کے دل کی حالت پر تعجب آتا ہے — جو محمدؐ کے دستر خوان سے مُنہ پھیرتے ہیں

ندانم ہیچ نفسے در دو عالم — کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ
مجھے دونوں جہان میں ایسا کوئی شخص نظر نہیں آتا — جو محمدؐ کی سی شان و شوکت رکھتا ہو

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش — محمدؐ ہست بُرہانِ محمدؐ
اگر تو اِس بات (یعنی محمد صلعم صادق ہیں) کا ثبوت چاہتا ہے — تو اُس کا عاشق بن جا۔ کیونکہ محمدؐ اپنی دلیل آپ ہے

الا اے منکر از شانِ محمدؐ — ہم از نورِ نمایانِ محمدؐ
اے وہ شخص جو محمدؐ کی شان کا اور آپ کے — بالکل ظاہر نور کا منکر ہے سُن لے

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
کہ کرامت اگرچہ بے نام و نشان ہو چکی ہے
بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ
آکر محمدؐ کے غلاموں کے پاس اسے دیکھ لے

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء)

ظہورِ خیر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

کلام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اک رات مفاسد کی وہ تیرہ و تار آئی — جو نور کی ہر شمع ظلمات پہ وار آئی
تاریکی پہ تاریکی، اندھیرے پہ اندھیرے — ابلیس نے کی اپنے لشکر کی صف آرائی
طوفانِ مفاسد میں غرق ہو گئے بحر و بر — ایرانی و فارانی، رومی و بخارائی
بُت بیٹھے خدا بن کے۔ دیکھا نہ مقام اُس کا
طاغوت کے چیلوں نے ہتھیا لیا نام اُس کا

تب عرشِ معلّٰی سے اک نور کا تخت اُترا — اک فوجِ فرشتوں کی ہمراہ سوار آئی
اک ساعتِ نورانی خورشید سے روشن تر — پہلو میں لئے جلوے بے حد و شمار آئی
کافور ہُوا باطل، سب ظلم ہوئے زائل — اُس شمس نے دِکھلائی جب شانِ خود آرائی
ابلیس ہوا غارت، چوپٹ ہُوا کام اُس کا
توحید کی یورش نے در چھوڑا نہ بام اُس کا

وہ پاک محمدؐ ہے ہم سب کا حبیب آقا — انوارِ رسالت ہیں جس کی چمن آرائی
محبوبی و رعنائی کرتی ہیں طواف اُس کا — قدموں پہ نثار اُس کے جمشیدی و دارائی
نبیوں نے سجائی تھی جو بزمِ مہ و انجم — واللہ اُسی کی تھی سب انجمن آرائی
دن رات درود اس پر ہر ادنیٰ غلام اُس کا
پڑھتا ہے بصد منّت چیتے ہوئے نام اُس کا

آیا وہ غنی جس کو جو اپنی دُعا پہنچی — ہم در کے فقیروں کے بھی بخت سنوار آئی
ظاہر ہُوا وہ جلوہ جب اُس سے نگہ پلٹی — خود حسنِ نظر اپنا سو چند نکھار آئی
اے چشمِ تمنّا! دیدہ کُھل کُھل کے سماں بدلا — اے فطرتِ خوابیدہ اُٹھ! اٹھ کے بہار آئی
نبیوں کا امام آیا اللہ امام اُس کا
سب تختوں سے اُونچا ہے تختِ عالی مقام اُس کا

اللہ کے آئینہ خانے سے شریعت کی — نکلی وہ دُلہن کرکے جو سولہ سنگھار آئی
اُترا وہ خدا کوہِ فاران محمدؐ پر — موسیٰ کو نہ تھی جس کے دیدار کی یارائی
سب یادوں میں بہتر ہے وہ یاد کہ کچھ لمحے — جو اُس کے تصوّر کے قدموں میں گزار آئی
وہ ماہِ تمام اُس کا مہدی تھا غلام اُس کا
روتے ہوئے کرتا تھا وہ ذکر مدام اُس کا

مرزائے غلام احمد۔ تھی جو بھی متاعِ جاں — کر بیٹھا نثار اُس پر ہو بیٹھا تمام اُس کا
دل اُس کی محبت میں ہر لحظہ تھا رام اُس کا — اخلاص میں کامل، تھا وہ عاشقِ تام اُس کا
اِس دور کا یہ ساقی۔ گھر سے تو نہ کچھ لایا — مے خانہ اُسی کا تھا مے اُس کی تھی جام اُس کا
سازندہ تھا یہ اُس کے سب ساز بھی تھے بیت اُس کے
دُھن اُس کی تھی گیت اُس کے لب اُس کے پیام اُس کا

اک مَیں بھی تو ہوں یارب صید تہِ دام اُس کا — دل گاتا ہے گُن اُس کے لب جپتے ہیں نام اُس کا
آنکھوں کو بھی دکھلا دے آنا لبِ بام اُس کا — کانوں میں بھی رس گھولے ہر گام خرام اُس کا
خیرات ہو مجھ کو بھی اِک جلوۂ عام اُس کا — پھر یوں ہو کہ ہو دل پر الہام کلام اُس کا
اُس نام سے نور اُتر ے نغمات میں ڈھل ڈھل کر
نغموں سے اُٹھے خوشبو، ہو جائے سرود عنبر

نوٹ: یہ نظم جلسہ سالانہ یوکے ۱۹۹۳ء کے اختتامی اجلاس میں سنائی گئی۔

دورہ مکرم ناظر صاحب بیت المال آمد

مورخہ ۳-۹-۹۳ سے مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیّر ناظر بیت المال کیرالہ، تامل ناڈو اور کرناٹک کی جماعتوں کا دورہ کر رہے ہیں جملہ امراء / صدر صاحبان نیز مبلغین و معلمین کرام سے تعاون کی درخواست ہے۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

دورہ مکرم انسپکٹر صاحب بیت المال آمد

مورخہ ۶-۹-۹۳ سے مکرم مولوی سید نصیر الدین صاحب انسپکٹر بیت المال آمد صوبہ کرناٹک، آندھرا، اڑیسہ اور بنگال کی جماعتوں کا دورہ کر رہے ہیں جملہ عہدیداران جماعت سے انسپکٹر صاحب موصوف کیساتھ تعاون کی درخواست ہے۔
(ناظر بیت المال آمد قادیان)

رحمت بننا ہے تو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ و نمونہ کو اختیار کریں

اپنی عائلی زندگی اور روزمرہ کے تعلقات کو اخلاقِ محمدی پر استوار کریں

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت امن عالم کی روشنی میں

خلاصہ اختتامی خطاب سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بر موقع جلسہ سالانہ برطانیہ یکم اگست ۱۹۹۳ء

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا امسال یکم جنوری کے خطبہ میں میں نے جماعت احمدیہ عالمگیر کو تحریک کی تھی کہ یہ سال جو ہم پر طلوع ہوا ہے اسے انسانی بہبودی کا سال بنانے کی کوشش کریں تمام دنیا میں دکھی انسانیت کی خدمت میں جس حد تک خدا تعالیٰ نے آپ کو صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں تمام تر صلاحیتیں جھونک دیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی منشاء اور رضا کے مطابق خدمتِ انسانیت کی توفیق بخشے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ دور جس میں ہم داخل ہوئے ہیں بہت ہی فتنوں کا دور ہے بہت سے ایسے آثار ظاہر ہو رہے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی قدروں کو جس طرح پہلے پامال کیا جاتا تھا اس سے بڑھ کر اور بے باکی کے ساتھ پامال کیا جا رہا ہے اور کیا جائے گا اور دن بدن یہ ظلم بڑھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ کوئی ہاتھ نہیں جو ان کو روک سکے۔ ہم کمزور ہیں بے بس ہیں ہم تو ان ظلموں کا کبھی جواب نہیں دے سکتے جو ہم پر ہو رہے ہیں لیکن پھر بھی ہمارا دل اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم رحمۃ للعالمین کا غلام دل بنایا ہے اور اس دل کے لئے اس کے سوا اور کوئی راہ نہیں کہ اپنے غم بھلا کر دوسروں کے غم بانٹنے کی کوشش کرے

اسلام کی امن بخش تعلیم اور سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

حضور پُر نور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس لحاظ سے آج کے مضمون کے لئے میں نے اسلام کی امن بخش تعلیم اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سیرت کے اس حسین پہلو کو چنا ہے قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے جو آخری کتاب ہونے کی دعویدار ہے اور عالمی کتاب ہونے کی دعویدار ہے اور یہ دعویٰ باقی تمام مذاہب دنیا کے لئے رقابت پیش نہیں کرتا بلکہ اس دعویٰ کے نتیجہ میں اسلام باقی مذاہب کو اپنے سے قریب کرتا ہے۔ قرآن مجید نے اس ضمن میں فرمایا فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ اور قیمہ کی تعلیم میں گزشتہ تمام مذاہب کو داخل کر دیا ہے۔ فرمایا یہ کوئی نئی تعلیم نہیں بلکہ وہی تعلیم ہے جو کسی نہ کسی شکل میں تمہارے مذاہب میں بھی موجود چلی آئی ہے۔ گویا ایک معنی میں باقی مذاہب کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

حضرت امیر المومنین نے فرمایا اس سلسلہ میں میں چند آیات کے حوالے سے قرآنی تعلیم اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ آپ کے سامنے ایک دائمی راہنما کے طور پر پیش کروں گا۔

بانیانِ مذاہب کی عزت

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ قرآن مجید نے تمام بانیانِ مذاہب کی عزت اور وقار کو قائم فرمایا ہے اور اس پہلو سے یہ تعلیم یکتا بھی ہے۔ یکتا ان معنوں میں کہ بڑی وضاحت کے ساتھ اور تفصیل کے ساتھ دیگر مذاہب کی عزتوں کو قائم کیا ہے اور یہ اصول قائم کیا ہے کہ تمام مذاہب اصل میں خدا ہی کی طرف سے تھے اور ان کے بانی خدا ہی سے نور یافتہ تھے اس لئے نہ صرف یہ کہ ان کی عزت کرو بلکہ ان کی صداقت کے اقرار کو مسلمانوں کے دین میں داخل کر دیا اس کے بعد کیسے ممکن ہے کہ باقی مذاہب سمجھیں کہ اسلام نے رقابتوں کو ہوا دی ہے قرآن تو اس قدر وسیع نظر ہے کہ خدا کے علاوہ جن بتوں وغیرہ کو خدا جان کر پوجا جاتا ہے انہیں بھی برا بھلا کہنے سے منع فرماتا ہے۔

(الانعام: ۱۰۹)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ پاک نبی ہیں جنہوں نے ہر تعلیم میں اپنا نمونہ پیش فرمایا اس ضمن میں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ تمام انبیاء نے ضرور ان تعلیمات میں نیک نمونہ دکھایا ہوگا لیکن جب ہم تلاش کرتے ہیں تو بہت سے ذکر ملتے نہیں اس لئے اس ضمن میں مجبور ہوں کہ ہر ذکر پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے پیش کروں اور حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حسن کے ذکر میں تمام انبیاء کے حسن شامل ہیں اور جن کو اپنے نبیوں سے پیار ہے وہ اپنے نبیوں کے بعض حسین پہلو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں اور بھی زیادہ چمکتا ہوا دیکھ سکتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ دعویٰ کہ آپ تمام انبیاء سے افضل ہیں اس دعویٰ کے باوجود آپ نے دوسروں کی دلداری کے حسین نمونے پیش فرمائے ہیں ایک موقع پر ایک یہودی نے ایک مسلمان سے جھگڑا کرتے ہوئے کہا کہ تمہارے نبی محمدؐ کی نسبت ہمارے موسیٰؑ نبی افضل ہیں۔ اس پر مسلمان نے غصہ میں آکر یہودی کے تھپڑ مار دیا جب یہ بات رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوئی آپؐ نے فرمایا لَا تُفَضِّلُونِي عَلٰى مُوسٰى مجھے موسیٰؑ پر ایسے حالات میں فضیلت نہ دیا کرو جس سے دوسروں کی دل شکنی ہو۔ یہ چیز آپؐ کے انکسار اور حیرت انگیز شرافت کا نمونہ پیش کرتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی امتوں کے تعلقات کو بہتر بنانے میں اچھی تعلیم دی ہے اور ایسا کلام آپ کے ہاں ملتا ہے جس سے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ کی تعلیم کی طرف دھیان لوٹ جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک ہی خدا ہے جس نے نورِ نبوت کو نازل فرمایا ہے اور اسلام کا یہ دعویٰ سچا ہے کہ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ۔ لکھا ہے کہ یسوع نے اپنے پاس بلا کر کہا کہ تم جانتے ہو کہ غیر قوموں کے سردار ان پر حکومت چلاتے اور امیر ان پر اختیار جتاتے ہیں پر تم میں ایسا نہ ہوگا بلکہ جو تم میں بڑا ہونا چاہیئے وہ تمہارا خادم ہے اور جو تم میں اوّل ہونا چاہیئے وہ تمہارا غلام بنے۔ حضور نے فرمایا یہ وہی تعلیم ہے جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یوں دی ہے کہ سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ کہ جو قوم کا سردار ہے وہ قوم کا خادم ہوتا ہے اس ضمن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعلیم مزید وسعت اختیار کر گئی۔ اللہ فرماتا ہے كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ (آل عمران: ۱۱۱) فرمایا اے محمدؐ کی امت تم تمام امتوں سے بہتر ہو تم تمام بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہو اور تمہارا غیروں سے تعلق یہ ہے کہ جب بھی بات کہتے ہو اچھی بات کہتے ہو اور جب بھی روکتے ہو بری بات سے روکتے ہو اور خدا پر ایمان

لاتے ہو جس قوم میں یہ خوبیاں ہوں لازماً وہ خدمت لینے والی قوم سے بہتر رہے کیونکہ اوپر کا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب تک تم فیض رساں رہو گے تم فضیلت والے رہو گے اور جب بھکاری بن کر دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلاؤ گے تم میں فضیلت باقی نہیں رہے گی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی تعلیم ہے کہ جب بھی کسی قوم کے معزز تمہارے پاس آئیں تو ضرور ان کی عزت افزائی کیا کرو اس میں صرف مسلمان نہیں کوئی اور مذہب کا پیروکار ہو خواہ دہریہ ہو اس کی بھی عزت کی تعلیم ہے۔ اس میں یہ فلسفہ ہے کہ قوموں کی عزت کی خاطر نہ صرف انبیاء بلکہ ان کے دیگر سرداروں کی بھی عزت کیا کرو۔ اس میں قوموں میں اتحاد کا ایک نکتہ بیان کیا گیا ہے۔

طائف کے لوگ جب آنحضرتؐ سے ملنے آئے تو آپ نے مسجد نبوی میں ان کے لئے خیمے نصب کرائے۔ یہ وہی قوم ہے جس نے آپؐ کو ہجرت سے قبل لہولہان کر دیا تھا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپؐ اس بات کو نظر انداز بھی فرمائیں کہ اس قوم کا ماضی میں آپ سے کیا سلوک رہا پھر بھی مشرک پلید قوم ہے اور آپؐ نے مسجد نبوی میں خیمے نصب کرائے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ارشاد الٰہی انما المشرکون نجس کہ مشرک پلید ہوتے ہیں اس میں دل کی طرف اشارہ ہے جہاں خدا کے مقابل پر فرضی بت جگہ پا جاتے ہیں پس دل کی گندگی کی طرف اشارہ ہے ورنہ سب انسان پاک ہیں اور وہ ہر مقدس سے مقدس جگہ میں بلا روک ٹوک آ جا سکتے ہیں۔۔۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کاش ان لوگوں کو جو آج خانہ کعبہ کے متولی بنائے گئے ہیں یہ حدیث بھی پہنچ جاتی۔ مگر افسوس کہ جب دنیا کے دل بگڑ جائیں تو خواہ وہ موحد ہی ہوں دل پلید ہو جایا کرتے ہیں خواہ وہ جگہیں مقدس ہی ہوں جہاں ان کا آنا جانا ہو۔ پس قوم کے بڑوں کی عزت افزائی کی جو تعلیم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے اس کی کوئی نظیر دوسری جگہ نہیں ملتی۔

رنگ و نسل کی تفریق اور اسوہ محمدی

رنگ و نسل کی برتری کا تصور بھی دنیا میں کئی قسم کے فسادات کا موجب ہے اور یہ تصور جس بھیانک طریق پر از سر نو سر اُبھار رہا ہے اس سے مجھے خطرہ ہے کہ دنیا میں پھر خوفناک قسم کی خونریزی ہوگی۔ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اس ضمن میں امن کی ضامن ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے اے مومنو! کوئی قوم کسی دوسری قوم سے تمسخر نہ کرے اگر تم ایسا کرو گے تو اس کی سزا پا سکتے ہو کہ ہو سکتا ہے خدا اس قوم کو تم سے بہتر بنا دے اور نہ کوئی عورت کسی اور عورت کو تحقیر کی نظر سے دیکھے اور ایک دوسرے کو بُرے ناموں سے یاد نہ کیا کرو ایک دوسرے کو طعنے نہ دیا کرو پھر فرمایا ایمان کا نہیں کیا فائدہ اگر اس قسم کی فاسقانہ باتوں میں مبتلا رہنا ہے۔ پھر فرمایا اے لوگو ہم نے تم کو مرد و عورت سے پیدا کیا ہے کیا اپنی فضیلت کا دعویٰ کرنے والی قوم کہہ سکتی ہے کہ ہماری پیدائش کا کوئی اور طریق ہے۔ مختلف قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کا مقصد صرف اور صرف ایک دوسرے سے تعارف حاصل کرنا ہے۔ تم میں معزز وہی ہے جو خدا کے نزدیک سب سے زیادہ متقی ہے۔

حضور نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تعلیم کا خلاصہ نہایت شان کے ساتھ حجۃ الوداع کے موقعہ پر پیش فرمایا اس خطبہ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے اور ضرورت اس امر کی ہے کہ آج اس خطبے کے مضمون کو کل عالم میں پھیلایا جائے۔ یہ وہ عظیم خطبہ ہے جس کے نتیجہ میں فتنہ و فساد کی جڑوں کو اکھاڑ دیا گیا ہے۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے زید کو جو آپ کے غلام تھے اپنا بیٹا بنایا۔ آنحضورؐ نے فرمایا اے قریش کے چوٹی کے لوگو سن رکھو یہ میرا بیٹا ہے یہ میرا وارث ہوگا اور میں اس کا وارث ہوں (یہ فرمان اس وقت سے پہلے کا ہے جبکہ بیٹا بنانے کی بعض خرابیوں کے باعث اللہ تعالیٰ نے اس سے اپنے رسول کو منع فرما دیا۔) اسی زید کے بیٹے اسامہ سے آپؐ کو بے حد محبت تھی اسی اسامہ کو ۱۸ سال کی عمر میں آپ نے ایسے لشکر کا سردار بنایا جس میں بعض بڑے بڑے صحابہ بھی شامل تھے۔ ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے حضرت بلالؓ جو حبشی بھی تھے اور غلام بھی تھے ان کی عزت کو اس شان سے قائم فرمایا کہ فتح مکہ کے دوران ایک جھنڈا نصب فرمایا جو بلال کا جھنڈا تھا اور اعلان کیا کہ جو بھی بلال کے جھنڈے کے نیچے آ جائے گا اس کو امان بخشی جائے گی وہ بلال جس کی زندگی مشرکین مکہ نے اجیرن بنا دی تھی جسے مکہ کی گلیوں میں گھسیٹا جاتا تھا۔

عدل و انصاف کا قیام

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا بصیرت افروز خطبہ جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ بسا اوقات ہم رنگ و نسل کے فرق کو مٹانے اور بنیادی طور پر سب مذاہب کے خدا کی طرف سے ہونے کے باوجود پھر بھی مذہبی فرق کے نتیجہ میں عدل کے تقاضوں کو ہاتھ سے چھوڑ دیتے ہیں اور یہ وہ پہلو ہے جو امنِ عامہ کو اور بنی نوع انسان کے آپسی تعلقات کو تباہ کرنے کے لئے ایک بہت ہی ظالمانہ کردار ادا کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اس بارہ میں جو روشن تعلیم عطا فرمائی وہ یہ تھی۔ کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم انصاف کا دامن اپنے ہاتھ سے چھوڑ دو۔ پھر فرمایا خواہ مذہبی طور پر دشمن ہوں ان سے بھی ناانصافی نہیں کرنی۔۔۔ فرمایا وہ لوگ جنہوں نے تم کو خانہ کعبہ سے روک دیا اُن سے بھی عدل و انصاف کے تقاضے قائم رکھنے ہیں۔ پھر فرمایا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو خدا کی خاطر اس بات پر مضبوطی سے قائم ہو جاؤ کہ تم نے ہمیشہ حق کے ساتھ گواہی دینی ہے (المائدہ ۳-۹)

حضرت امیر المؤمنین نے قرآن مجید کی اس پاک تعلیم کی روشنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سیرت طیبہ کے بعض واقعات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ تاریخ سے ثابت ہے کہ اسلام جب پھیلنے لگا تو ثعلبہ قبیلے کے لوگ مدینے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم مسجد نبوی میں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اس پر ایک انصاری اٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے اللہ کے رسول یہ لوگ ثعلبہ قبیلے کے ہیں اور ان کے مورث نے ہمارے خاندان کے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا اس کے بدلے میں ان کا ایک آدمی قتل کرا دیجئے اس پر آپ نے فرمایا کہ باپ کا بدلہ بیٹے سے نہیں لیا جائے گا۔

حضور نے فرمایا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے انصاف کی شان دیکھئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بنی مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی۔ قریش اس واقعہ کی وجہ سے سخت پریشان تھے کیونکہ یہ ایک بہت بڑے قبیلہ کی عورت تھی۔ آپس میں مشورے ہوئے سب نے کہا اسامہ کو جو حب رسول اللہ ہے سفارشی بنا کر بھیجو۔ جب یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو آپؐ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کیا اللہ تعالیٰ کی حدود کے بارے میں تم سفارش کرتے ہو۔ پھر فرمایا تم سے پہلے لوگ اس لئے ہلاک ہوئے کہ جب ان کا کوئی با اثر آدمی چوری کرتا تو اس کو مختلف حیلوں بہانوں کے ذریعہ چھوڑ دیا کرتے تھے اور جب کوئی کمزور چوری کرتا تھا اس کو پوری پوری سزا دیا کرتے تھے۔ سنو! خدا کی قسم اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دوں گا۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے عدل و انصاف کے متعلق حضور پُر نور نے سیرت طیبہ کے ایمان افروز واقعات کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی محیصہ خیبر میں شہید کر دئے گئے یہ کوئی جنگ نہیں تھی بلکہ ایک تجارتی قافلہ تھا جو گیا تھا۔ انہی میں سے حضرت محیصہ کو کسی ظالم نے شہید کر دیا وہ تمام علاقہ یہود کا تھا۔ حضرت محیصہ کے ورثاء نے حضور اقدسؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر قصاص کا مطالبہ کیا حضور نے فرمایا کیا تم قسم کھا کر قاتل کی تعیین کر سکتے ہو انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہم تو وہاں موجود نہیں تھے۔ ہم کیسے قسم کھا سکتے ہیں آپؐ نے فرمایا ثبوت کے بغیر قصاص ممکن نہیں اب صرف یہی طریق ہے کہ خیبر کے یہودی جن پر تمہیں شبہ ہے قانون کے مطابق پچاس قسمیں کھائیں کہ انہیں قاتل کا علم نہیں محیصہ کے ورثاء نے کہا ان یہودیوں کا کیا اعتبار یہ تو جھوٹی قسمیں کھا لیں گے آپؐ نے فرمایا تو اس سے زیادہ اُن سے باز پرس کی اجازت نہیں۔

مشہور قاضی حضرت امام ابو یوسف جو حضرت امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد اول تھے اپنی شہرہ آفاق تصنیف کتاب الخراج میں لکھتے ہیں کہ عہد نبوی اور خلافت راشدہ میں تعزیرات اور دیوانی قانون میں مسلمان اور ذمی کا درجہ مساوی تھا کوئی فرق نہیں تھا۔

آگے مسلسل صفحہ ۹ پر

خلفاء راشدین کے زمانے میں کلیدی آسامیوں کا کوئی ایسا تصور نہیں تھا کہ وہ مسلمان کے حوالے کی جائیں۔ اور غیر مسلم کے حوالے نہ کی جائیں۔ ہر جگہ ایک ہی اصول تھا کہ جو جس کا اہل ہے اس کے سپرد کیا جائے۔ اللہ فرماتا ہے ان تؤدوا الامٰنٰت الیٰ اھلھا۔ کہ امانتیں ان کے اہل کے سپرد کیا کرو۔ کیسا روشن پیغام تھا جو اُمت محمدیہ نے مسلمانوں کو دیا۔۔

حضور نے فرمایا خلفاء راشدین کے زمانے میں ایسا ہی ہوتا تھا۔ چنانچہ تاریخ لیعقوبی الجز الثانی ص ۲۶۵ میں درج ہے کہ خلفاء راشدین اور بعد کی حکومتوں نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے قابل غیر مسلم افراد کو حکومت کے ذمہ دارانہ عہدوں پر فائز کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے متعلق روایت ہے کہ انہوں نے اپنے عہدِ خلافت میں ایک عیسائی کو اپنی نگرانی میں تعلیم دلوائی اور بعد میں اُسے اپنا منشی مقرر کیا جو نہایت ہی ذمہ داری کا عہدہ تھا۔ اسی طرح حضرت امیر معاویہ نے ایک قابل عیسائی کو حمص کا گورنر مقرر کیا تھا۔ مشہور عیسائی مورخ جرجی زیدان تاریخ تمدن الاسلامی جلد ۳ ص ۱۹۴ پر لکھتا ہے کہ مسلمانوں کے نہایت تیزی کے ساتھ علمی ترقی کرنے کا ایک زبردست سبب یہ بھی تھا کہ خلفاء اسلام ہر قوم اور ہر مذہب کے علماء کے بہت بڑے قدردان تھے۔ ان کی مذہب اور قومیت کا کچھ خیال نہیں رکھتے تھے۔ خلفاء اُن کے ساتھ نہایت عزت اور عظمت کا برتاؤ کیا کرتے تھے۔

عہدوں کی پابندی

حضور انور نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بین الاقوامی امن کی جو تعلیم عطا کی گئی اس میں عہدوں کی پابندی کرنا ایک بنیادی جزو تھا۔ قطع نظر اس کے جس سے عہد کیا جاتا ہے وہ کون ہے اور کیا ہے۔ عہدوں کو عزت سے دیکھنا قرآن کی تعلیم کا ایک اہم حصہ ہے۔ اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار میں سارا قرآن جاری ہوا۔ اللہ فرماتا ہے۔ دیکھو عہدوں پر نگاہ رکھنا کیونکہ عہد پوچھے جائیں گے۔ (بنی اسرائیل ۵:۴۸) میثاق مدینہ (مدینہ کے یہودیوں اور دیگر قبائل اور مسلمانوں کے درمیان معاہدہ) یہ میثاق مدینہ ایک ایسا امن کا چارٹر ہے جو تمام دنیا کی راہنمائی کے لئے ہمیشہ ۔۔ کے لئے ایک عظیم الشان مقام رکھتا ہے۔

میثاق مدینہ کے حوالے سے حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی حسین سیرتوں کی نہایت اعلیٰ مثالیں پیش فرمائیں۔

عبادت گاہوں کی حفاظت

مختلف مذاہب کی عبادت گاہوں کے تقدس کی جو تعلیم قرآن مجید نے ہمیں دی ہے۔ وہ بھی درحقیقت عالمی تعلیم ہے کتب قیمہ میں سے ایک تعلیم ہے۔ اللہ فرماتا ہے۔ ان لوگوں کو اجازت دی جاتی ہے جن پر ظلم کیا گیا اور جن سے قتال کیا جا رہا ہے اب ہم ان کو اجازت دیتے ہیں کہ وہ اپنے دفاع میں تلوار اُٹھائیں (الحج) اور اس دفاع کا مقصد بھی دراصل عبادتگاہوں کی حفاظت سے ہے اور آیت مذکورہ بالا میں پہلے دوسری عبادت گاہوں کی حفاظت کا ذکر ہے اور پھر مساجد کا ذکر آتا ہے۔ عبادت گاہوں کے تحفظ کے سلسلہ میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان اس کی خلاف ورزی کرے گا۔ وہ خدا کے عہد کو توڑنے والا ہوگا۔ اور مجاہدین کو فرمایا کہ عیسائیوں کے گرجاؤں، راہبوں کے مکانوں ان کی زیارت گاہوں کو ان کے دشمنوں سے بچائیں۔ فرمایا کسی پر بیجا ٹیکس نہ لگایا جائے۔ کسی کو اس کے حدود سے خارج نہ کیا جائے اور نہ کوئی عیسائی اپنا مذہب چھوڑنے پر مجبور کیا جائے۔ نہ کوئی راہب اپنی خانقاہ سے نکالا جائے نہ کوئی زائر اپنی زیارت سے روکا جائے۔ اور نہ ہی مسلمانوں کے مکان اور مسجد بنانے کی غرض سے عیسائیوں کے گرجاؤں کو مسمار کیا جائے۔ حضور نے فرمایا یہ ہے وہ حقیقی جہاد جس کی تعلیم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دی۔

عفوودرگزر بلا تفریق مذہب و ملّت

بلا تفریق مذہب و ملت عفوودرگزر کے سلوک کے ضمن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ حسنہ بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ ہجرت کے بعد مکے میں شدید قحط پڑا لوگوں نے بھوک کے مارے مردار کھائے۔ یہ حالت دیکھ کر ابو سفیان دشمن رسول مجبور ہو کر آنحضرتؐ کے پاس حاضر ہوا اور کہا اے محمد! تم خدا کی اطاعت اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہو جبکہ خود تمہاری قوم تباہ ہو رہی ہے اس کے لیے خدا سے دعا کرو۔ چنانچہ آپ نے دُعا کی اور بارش ہوئی جس کے نتیجہ میں قحط کا خاتمہ ہوا اس طرح آپ نے فتح مکّہ کے موقع پر لَا تثریب علیکم الیوم فرما کر سب دشمنوں کو معاف فرما دیا۔

جنگوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم بھی اس دنیا کے لئے مشعل راہ ہے اس طرح جنگ کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصائح ہمیشہ ایک بین الاقوامی چارٹر کا رنگ اختیار کر چکی ہیں۔

آزادیٔ ضمیر و مذہب

آزادی ضمیر و مذہب پر اسلام بہت روشن تعلیم دیتا ہے اور سب سے زیادہ آزادی ضمیر و مذہب کی حفاظت فرماتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے لَآ اِکراہ فی الدین۔ دین میں کسی کو جبر کا حق نہیں حق تمہارے رب کی طرف سے آچکا ہے۔ جو چاہے قبول کرے جو چاہے انکار کرے (کہف) پھر فرمایا لکم دینکم ولی دین (الکٰفرون) تمہارے لیے تمہارا دین میرا دین میرے لیے ضروری نہیں کہ تم میرے مذہب کو قبول کرو تو امن میں رہ سکتے ہو ورنہ نہیں بلکہ اپنے دین میں رہ کر بھی تمام دنیوی حقوق تمہیں ملیں گے۔

حضور پُرنور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین قرار دیا ہے۔ پس سیرت کے مضمون کو ہمیشہ اس حوالے سے پڑھا کریں اور قرآنی تعلیم کو اس حوالے سے دیکھیں کہ قرآن کی ہر تعلیم کائنات کے ہر ذرہ ذرہ کے لیئے رحمت ہے اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ کے اسوہ نے اس تمام تعلیم کو اپنی ذات میں جذب کر لیا ہے گویا آپ مجسم رحمت بن گئے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم اہل زمین پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ حضور نے فرمایا میں بھی جماعت احمدیہ کو یہی نصیحت کرتا ہوں اس لئے کہ تمام کامیابیوں کا یہی ایک نسخہ ہے۔ حضور نے فرمایا ہمیں اپنی زندگی میں رحم کے پہلو کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیئے۔ جب ہم اپنے گھروں میں آپس میں ایک دوسرے سے رحمت کا سلوک نہ کریں گے تو ہم دنیا کو رحمۃ للعالمین کی تعلیم کس منہ سے دے سکتے ہیں۔ پس رحمت بننا ہے تو رحمۃ للعالمین کے اسوہ کو اختیار کریں اور اپنی روزمرہ کی عائلی زندگی کو جنت بنا کر دکھائیں اپنے روزمرہ کے تعلقات کو اخلاق محمدی پر استوار کریں۔ جب آپ اس حسن کو زندہ کریں گے تو دنیا بڑی تیزی سے آپ کی طرف دوڑے گی میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ انسانی کائنات میں سب سے زیادہ طاقت کے ساتھ جذب کرنے والا اسوۂ محمدیہ ہے اس کے سوا اور کوئی طاقت نہیں جو اس قوت کے ساتھ دنیا کو کھینچ سکتی ہے پس اس ناقابل دفاع قوت کے ساتھ تمام دنیا پر اسوہ محمدیہ کے ذریعہ محمد کی فتح کے جھنڈے گاڑ دیں اور ان کے دل تبدیل کر دیں۔ اور اس کے لئے دُعا سے کام لیں کیونکہ اس سے بڑا کوئی ہتھیار نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ؞

صوبائی اجتماعات مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ کیرالہ و آندھرا

مجلس خدام الاحمدیہ صوبہ کیرالہ کا سالانہ اجتماع مورخہ ۲۹ر ۳۰ر ۳۱ر اگست ۱۹۹۳ء کو منارگھاٹ میں اور مجلس خدام الاحمدیہ صوبہ آندھرا کا بارہواں سالانہ اجتماع مورخہ ۱۸ر ۱۹ر ستمبر ۱۹۹۳ء کو حیدرآباد۔ سکندرآباد میں روایتی شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہو رہا ہے۔ جملہ احباب جماعت سے ہر دو اجتماعات کی کامیابی کے لیے دعا کی درخواست ہے۔ متعلقہ صوبہ جات کے خدام اجتماع میں کثرت سے شمولیت کریں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

الفضل انٹرنیشنل کی اشاعت پر سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا

خصوصی پیغام

اخبار "الفضل" سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے بابرکت دور خلافت میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ذریعہ ۱۸؍ جون ۱۹۱۳ء کو جاری ہوا۔ اس وقت آپ منصب خلافت پر مامور نہیں ہوئے تھے اور صاحبزادہ مرزا محمود احمد کے نام سے جانے جاتے تھے۔ آج وہی "الفضل" کا پرچہ جس کا آغاز بہت سادگی سے غالباً چند سو پرچوں سے ہوا تھا نئی آب وتاب اور شان کے ساتھ نئے عالمی دور میں داخل ہو رہا ہے اور لندن سے اس کے انٹرنیشنل ایڈیشن کی اشاعت کا آغاز ہو رہا ہے۔

الفضل کے لئے حضرت اماں جان (سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا) نے اپنی زمین کا ایک ٹکڑا بیچ کر اور حضرت امی جان (حضرت ام ناصر صاحبہ رض) نے اپنے دو زیور پیش کر کے جنہیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود لاہور جا کر فروخت کیا اور حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ نے نقد روپے اور زمین کا ایک ٹکڑا دے کر ابتدائی سرمایہ مہیا کیا نیز حضرت قاضی ظہور الدین صاحب اکمل" حضرت صوفی غلام محمد صاحبؓ اور حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر" جیسے بزرگ صحابہ نے بھی خصوصی معاونت فرمائی۔

اخبار الفضل خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تقسیم ہند وپاک سے پہلے برصغیر میں مسلسل بلا روک ٹوک مکمل آزادی کے ساتھ جماعت کی علمی، روحانی اور مذہبی خدمات سرانجام دیتا رہا اور اس اخبار نے جماعت کے ایک بڑے حصہ کو دنیا کے روزمرہ کے اخباروں سے بھی ایک حد تک مستغنی رکھا کیونکہ عالمی اور ملکی خبریں نہایت عمدہ اور دلچسپ انداز میں اختصار کے ساتھ اس اخبار میں شائع ہوتی رہیں لیکن تقسیم ہند و پاکستان کے بعد جب پاکستان میں ملائیت نے سر اٹھانا شروع کیا تو الفضل پر کئی ابتلاء کے دور آئے کئی قسم کی پابندیاں لگنی شروع ہوئیں۔ یہاں تک کہ جنرل ضیاء صاحب کے آمرانہ دور میں تو حتی المقدور الفضل کی آواز کو دبانے اور الفضل کی آزادی پر قدغن لگانے کی ہر مذموم سعی کی گئی حتی کہ ایک لمبا تکلیف دہ دور ایسا بھی آیا جبکہ یہ اخبار مسلسل بند رہا اور پاکستان کی جماعت خصوصیت کے ساتھ مرکزی خبروں کے اس اہم رشتے سے کٹ جانے سے بے چین اور بے قرار ہی۔ تربیتی لحاظ سے بھی مخصوصاً چھوٹی جماعتوں میں اس کا منفی اثر ظاہر ہونا شروع ہوا لیکن جماعت احمدیہ نے بالآخر قانونی چارہ جوئی کے ذریعہ الفضل کے اجراء کا حق بحال کرا لیا۔ اللہ تعالیٰ اس وقت کی عدلیہ کو جزا دے جنہوں نے جماعت احمدیہ کے معاملہ میں انصاف کا جھنڈا بلند کرنے کی جرأت دکھائی۔

اس از سر نو اجراء کے باوجود وہ مستقل پابندیاں جو ضیاء صاحب کے آمرانہ آرڈیننس کے ذریعے جماعت پر قائم کی گئیں ان پابندیوں سے الفضل اور جماعت کے دیگر جرائد ورسائل کو جو مستقل زخم لگا دیئے گئے تھے وہ اسی طرح ہرے بھرے اور رستے رہے۔ چنانچہ آج بھی آپ جگہ جگہ الفضل کی عبارتوں اور جملوں میں جو خلاء دیکھتے ہیں یا بریکٹوں میں بعض غائب عبارتوں کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے یہ سب انہی زخموں کے رستے ہوئے ناسور ہیں۔

جماعت احمدیہ عالمگیر اپنے بہت ہی محبوب روزنامہ کے ساتھ یہ بدسلوکی ہوتے دیکھ کر ہمیشہ کرب محسوس کرتی رہی اور یہ خیال بار بار ابھرتا رہا کہ کیوں نہ الفضل کا ایک عالمگیر متبادل جاری کیا جائے۔ مزید اس خیال کو اس وجہ سے بھی مزید تقویت پہنچی کہ محض الفضل کی آزادیٔ تحریر پر ہی پابندی نہیں تھی بلکہ اشاعت کی راہ میں از راہ شرارت بار بار روکیں ڈالی جاتی رہیں۔ چنانچہ جس طرح بے باک حق گو "ہفت روزہ لاہور" کے ساتھ مستقلاً یہ سلوک جاری رہا کہ نامعلوم بے چہرہ اداروں کی طرف سے ڈاک خانوں سے بنڈل کے بنڈل غائب کر دیئے جاتے تھے اور اب بھی کم وبیش یہ سلسلہ جاری ہے ویسا ہی کچھ معاملہ الفضل سے بھی گاہے بگاہے ہوتا رہا جس کی وجہ سے اچانک اخبار کی ترسیل میں خلا پیدا ہونا عالمگیر قارئین کے لئے مزید اذیت کا موجب بنتا رہا۔ یہ وہ پس منظر ہے جس نے بالآخر الفضل کی عالمگیر اشاعت کی ضرورت اور خواہش کو حقیقت کا روپ عطا کر دیا۔

تاریخی ریکارڈ کے طور پر مختصراً یہ بیان کرنا مناسب ہوگا کہ الفضل کے عالمگیر اجراء کے لئے پہلے مکرم چوہدری رشید احمد صاحب کی صدارت میں ایک کمیٹی مقرر کی گئی جس کے درج ذیل ممبران تھے

۱۔ مکرم مولانا بشیر احمد خان صاحب رفیق　(۲) مکرم نصیر احمد صاحب قمر
۳۔ مکرم منیر احمد صاحب جاوید　(۴) مکرم عبدالماجد طاہر صاحب
۵۔ مکرم صفدر حسین عباسی صاحب　(۶) مکرم لئیق احمد طاہر صاحب
۷۔ مکرم خلیل الرحمٰن ملک صاحب　(۸) مکرم سعید احمد جسوال صاحب

اس کمیٹی نے لمبے عرصہ تک بڑی محنت سے اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے سلئے غور و خوض کیا اور ساتھ ساتھ مجھے مطلع رکھ کر ہدایات لی جاتی رہیں۔ میں اس کمیٹی کا ممنون ہوں آپ بھی ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ انہوں نے ماشاء اللہ بہت عمدہ کام کیا ہے۔ اب جبکہ سارے انتظامات تقریباً مکمل ہیں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ آئندہ صدر کمیٹی مکرم رشید احمد صاحب چوہدری کو پہلا مدیر اعلیٰ مقرر کیا جائے اور ان کے ساتھ مکرم منیر احمد صاحب جاوید اور مکرم عبدالماجد طاہر صاحب کو بطور نائب مدیر خدمت کا موقعہ دیا جائے۔ مینیجمنٹ کی نگرانی ایڈیشنل وکیل تصنیف مکرم بشیر احمد خان صاحب رفیق کے سپرد کی گئی ہے۔ الفضل انٹرنیشنل بلا ناغہ ہفتہ وار جاری کرنے میں ابھی کچھ اور وقت لگے گا لیکن اس کا ایک نمونہ پہلے پرچہ کے طور پر احباب کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ ایک معین ہفتے کے الفضل کی اہم خبروں، دلچسپ مضامین اور منظوم کلام پر مشتمل ہے۔ مزید برآں جماعت کی بین الاقوامی اہمیت کی خبروں کو بھی اس میں شامل کر دیا گیا ہے جو کسی مجبوری کی وجہ سے اس معین عرصہ کے الفضل میں شائع نہیں ہو سکیں۔ تجویز یہ ہے کہ آئندہ انشاء اللہ بعض مستقل عناوین کے تابع اس میں مزید مقالہ جات اور مضامین بھی شامل کئے جاتے رہیں گے۔ تاکہ بعینہٖ پاکستان کے الفضل کی نقالی نہ ہو بلکہ اسے مزید دلچسپ اور مفید بنانے کی کوشش کی جائے۔ یہ پہلا نمونہ احباب کی خدمت میں صرف دعا کی تحریک کے ساتھ پیش ہے۔ جہاں کمیٹی کے ممبران کا شکریہ ادا کیا گیا ہے وہاں مکرم نعیم عثمان صاحب کا نام بھی شامل ہونا چاہیئے جنہوں نے اشتہارات کے حصول کے ذریعہ الفضل انٹرنیشنل کے اس پرچے کی قابل قدر خدمت سرانجام دی اور صرف احمدیوں سے ہی نہیں بلکہ جماعت سے باہر دوسرے تجارتی اداروں سے بھی اشتہار حاصل کئے۔ امید ہے کہ جماعت کے دیگر احباب بھی الفضل انٹرنیشنل کی خدمت سے گریز نہیں کریں گے۔

خدا کرے یہ اخبار نہ صرف کامیابی سے جاری رہے بلکہ بیش از بیش ترقی کرتا ہوا ہفتہ وار کی بجائے روزنامہ میں تبدیل ہو جائے لیکن ابھی اس سفر میں بہت سے اہم مراحل اور بھی طے کرنے ہوں گے۔

جماعت احمدیہ عالمگیر کو الفضل کا یہ نیا دور مبارک ہو۔

والسلام۔ خاکسار۔ مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبادات کے آئینہ میں

از مکرم محمود مجیب اصغر صاحب امیر ضلع مظفر گڑھ (پاکستان)

گو عبادات کی اصطلاح بہت ہی وسیع ہے تاہم عبادات کا پہلا اور سب سے اہم رکن چونکہ نماز ہے اس لئے اس مضمون میں عبادات کے مفہوم کو صرف نماز تک ہی محدود رکھا گیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات کو تین ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے

★ پہلا وہ دور جو غارِ حراء کا دور ہے یعنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے انتہائی بگڑے ہوئے ماحول اور اپنی قوم کو بت پرستی میں مبتلا پاکر مکہ سے باہر ذکر الٰہی اور تفکر اور دعا اور مراقبہ میں محو ہو کر اپنے خالق و مالک کی پرستش کیا کرتے تھے اور تمام دنیا کی ہدایت کے سامان مانگا کرتے تھے۔ اس حالت کو دیکھ کر آپ کی قوم والے کہنے لگ گئے

عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ

کہ محمدؐ تو اپنے رب پر عاشق ہو گیا ہے۔

★ دوسرا وہ دور ہے جب آپ کو نبوت کی رداء پہنائی گئی اور آپ کبھی مکہ کی گھاٹیوں میں اور کبھی خانہ کعبہ کے صحن میں اور کبھی دارِ ارقم میں چھپ چھپ کر نمازیں پڑھا کرتے تھے اور دشمن آپ کو ایذاء پہنچانے کے درپے تھا اور آپ کو عبادتِ الٰہی سے زبردستی روکتا تھا لیکن آپ راتوں کو اٹھ اٹھ کر خدا تعالیٰ سے مناجات کرتے رہے۔ دکھوں اور آہ و بکا کا یہ لمبا دور تیرہ سال پر محیط ہے۔ اگرچہ معراج سے پہلے نماز شروع ہو چکی تھی مگر باقاعدہ پانچ نمازوں کا آغاز معراج کے واقعہ سے ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو بھی مومن کا معراج قرار دیا ہے۔ اس سارے عرصے میں دشمن نے نہ ہی آپ کو کوئی باقاعدہ مسجد بنانے دی اور نہ ہی خانہ کعبہ میں آزادی سے نماز ادا کرنے کی اجازت دی۔

★ تیسرا وہ دور ہے جبکہ آپؐ نے بحکم الٰہی مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی اور نسبتاً آزادی کا دور میسر آیا چنانچہ جب آپؐ نے ہجرت کے بعد مدینہ کے باہر قباء میں نزول فرمایا تو سب سے پہلا کام آپ نے جو کیا وہ یہ تھا کہ قباء میں مسجد تعمیر کی اور ہفتہ عشرہ قباء میں قیام کے دوران اس مسجد میں نمازیں ادا فرمائیں۔ جمعہ کے روز آپ مدینہ کے اندرون شہر کی طرف روانہ ہوئے اور ایک کھلے میدان میں نماز جمعہ پڑھائی اور اسی میدان میں مسجد نبوی اور اس کے ساتھ اپنے حجرے تعمیر کروائے۔ اس مسجد میں باقاعدہ پنجگانہ نمازوں کا باجماعت انتظام شروع ہوا۔ اس کے جلد بعد اذان کا آغاز ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مسجد سے اس قدر محبت تھی کہ جب آپ سفر سے واپس آتے تو پہلے مسجد جاتے اور وہاں دو رکعت نماز پڑھتے۔

مندرجہ بالا تینوں ادوار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات کی کچھ جھلکیاں پیش کرنی مقصود ہیں۔

عبادت کا پہلا دور

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عرب کی حالت کا مختصر نقشہ کھینچا جائے جس کے لئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے ان الفاظ سے بہتر الفاظ مجھے نہیں ملے فرمایا:-

"یہ بات کسی سمجھدار پر مخفی نہیں ہوگی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زاد بوم ایک محدود جزیرہ نما ملک ہے جس کو عرب کہتے ہیں جو دوسرے ملکوں سے ہمیشہ بے تعلق رہ کر گویا ایک گوشۂ تنہائی میں پڑا رہا ہے اس ملک کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے بالکل وحشیانہ اور درندوں کی طرح زندگی بسر کرنا اور دین اور ایمان اور حق اللہ اور حق العباد سے بے خبر محض ہونا اور سینکڑوں برسوں سے بُت پرستی و دیگر ناپاک خیالات میں ڈوبے چلے آنا اور عیاشی اور بدمستی اور شراب خوری اور قمار بازی وغیرہ فسق کے طریقوں میں انتہائی درجہ تک پہنچ جانا اور چوری اور قزاقی اور خون ریزی اور دختر کشی اور یتیموں کا مال کھا جانے اور بیگانہ حقوق دبا لینے کو کچھ گناہ نہ سمجھنا غرض ہر یک طرح کی بُری حالت اور ہر نوع کا اندھیرا اور ہر قسم کی ظلمت و غفلت عام طور پر تمام عربوں کے دلوں پر چھائی ہوئی ہونا ایک ایسا واقعہ مشہور ہے کہ کوئی متعصب مخالف بھی بشرطیکہ کچھ واقفیت رکھتا ہو اس سے انکار نہیں کر سکتا۔"

(سرمہ چشم آریہ)

غارِ حرا میں عبادت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طبعاً عرب کی اس گندی سوسائٹی سے متنفر تھے آپ کے دل میں اپنی قوم کے لئے عظیم تڑپ تھی اور مکہ کی مشرکہ سوسائٹی کی اصلاح کے لئے آپ کے دل میں شدید درد تھا۔ یہی درد آپؐ کو مکہ شہر سے دور غارِ حرا میں لے جانے کا باعث بنی جہاں تنہائی میں آپ نے اپنی عبادات کا آغاز کیا وہ عبادت کیا تھی؟ اس کا صحیح علم تو نہیں البتہ ذکرِ الٰہی اور فکر اور دعا میں آپ ہر وقت محو رہتے تھے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں "مکہ کے پاس شہر سے تین میل کے فاصلہ پر منیٰ کی طرف جاتے ہوئے بائیں جانب کوہ حرا میں ایک غار ہے جس کو غارِ حرا کہتے ہیں ان ایام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ وہاں جاتے اور غور و فکر اور یادِ خدا میں مشغول رہتے عام طور پر کئی کئی دن کا کھانا ساتھ لے جاتے اور شہر میں نہ آتے۔ بعض اوقات حضرت خدیجہ بھی ساتھ جاتی تھیں یہی وہ زمانہ ہے جسے قرآن شریف میں تلاشِ حق کا زمانہ کہا گیا ہے۔ فرمایا وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى (ضحیٰ: ۸) یعنی اللہ نے تجھے اپنی تلاش میں سرگردان و حیران پایا پس اُس نے تجھ کو اپنی طرف آنے کا راستہ بتادیا ... آپؐ غارِ حراء میں جاتے اور وہاں کئی کئی رات عبادت کرتے رہتے پھر گھر آتے اور اپنے ساتھ کچھ اور زاد لے جاتے جب وہ ختم ہو جاتا تو پھر خدیجہؓ سے آکر لے جاتے۔ آپ اسی حالت میں تھے کہ آپ کے پاس خدا کی طرف سے حق آ گیا اس وقت آپؐ غارِ حرا میں تھے۔

(سیرت خاتم النبیین حصہ اوّل)

عبادات کا دوسرا دور

دعویٰ نبوت کے بعد آپ کی عبادات کا دوسرا دور شروع ہوتا ہے ابتدائی تین سال تک آپؐ نے اپنے دعویٰ نبوت کو اپنے گھر والوں اور قریبی دوستوں تک ہی محدود رکھا۔ ابتدا میں جبرئیل نے آپؐ کو نماز اور وضو کا طریق سکھایا مگر باقاعدہ پانچ وقت کی نماز بہت بعد میں واقعہ معراج (اسراء) کے بعد شروع ہوئی۔

شروع میں مسلمان اپنے طور پر گھروں میں یا مکہ کے پاس گھاٹیوں میں دو دو چار چار مل کر جب موقع ملا ایک عام شمارت کے رنگ میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ ابتداء میں اخفاء کا یہ عالم تھا کہ بعض اوقات خود مسلمانوں کو بھی ایک دوسرے کے اسلام لانے کا علم نہیں ہوتا تھا اور

اس طرح باقاعدہ نماز کی کیفیت ابھی پیدا نہیں ہوئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی بھی یہی حالت تھی کہ مکہ کی کسی گھاٹی میں چھپ کر نماز ادا کرتے تھے۔

سیرت النبیؐ مؤلفہ شبلی نعمانی میں لکھا ہے:۔

"ایک دفعہ آپ حضرت علیؓ کے ساتھ کسی درہ میں نماز پڑھ رہے تھے اتفاق سے آپؐ کے چچا ابوطالب آ نکلے ان کو اس جدید طریق عبادت پر تعجب ہوا کھڑے ہو گئے اور بغور دیکھتے رہے۔ نماز کے بعد پوچھا کہ یہ کونسا دین ہے آپ نے فرمایا ہمارے دادا ابراہیم کا یہی دین تھا۔ وہ لکھتے ہیں کہ ابن الاثیر کا بیان ہے کہ

چاشت کی نماز آپ حرم ہی میں ادا کرتے تھے کیونکہ یہ نماز قریش کے مذہب میں بھی جائز تھی۔

عبادات سے جبراً روکے جانا

نبوت کے چوتھے سال جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھلی تبلیغ کا آغاز فرمایا تو مخالفت کی سخت رو چلی جو چلتے چلتے شدت اختیار کر گئی۔ آپ کو خانہ کعبہ میں عبادت کرنے سے زبردستی روکا گیا۔ قرآن کریم سے اس کی تصدیق ہوتی ہے فرمایا:۔

"اے مخاطب تو مجھے اس شخص کی حالت کی خبر دے جو ایک عبادت گزار بندے (یعنی محمدؐ) کو جب وہ نماز میں مشغول ہوتا ہے نماز سے روکتا ہے۔" (العلق ۱۰-۱۱)

چنانچہ ابوجہل اور اس کے ساتھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت اور دعوت الی اللہ سے روکنے میں زبردستی پیش پیش تھے اور دکھ دیتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ آپ خانہ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے عقبہ بن ابی معیط غصہ میں اٹھا اور آپ کے گلے میں کپڑا ڈال کر اس زور سے کھینچا کہ آپ کا دم رکنے لگا۔ حضرت ابوبکر دوڑتے ہوئے آئے اور آپ کو اس بدبخت کے شر سے بچایا اور کہا کیا تم اس شخص کو صرف اس لئے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ابتدائی صحابی ارقم بن ارقمؓ کے گھر کو عبادت اور دعوت الی اللہ کے لئے پسند فرمایا۔ یہ گھر کوہ صفا کے دامن میں واقع تھا اس گھر میں مسلمان جمع ہو کر یہیں نماز پڑھتے اور حق کی جستجو کرنے والے لوگوں کو یہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آتے۔ تاریخ اسلام میں اس مبارک گھر کو بہت شہرت حاصل ہے اسے "دارالاسلام" کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت جوش و خروش سے دشمن کی پروا کئے بغیر عبادات میں مصروف رہتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ حرم میں نماز پڑھ رہے تھے قریش نے دیکھا ابوجہل نے کہا کاش اس وقت کوئی جاتا اور اونٹ کی اوجھڑی اٹھا لاتا جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سجدہ میں جاتے تو ان کی گردن پر رکھ دیتا۔ عقبہ نے کہا یہ خدمت میں انجام دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ بدبخت گیا اور اوجھڑی لے آیا جب آپ سجدہ میں گئے تو آپ کی گردن پر اوجھڑی رکھ دی۔ قریش مارے خوشی کے ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے کسی طرح آپ کی چہیتی بیٹی فاطمہ کو خبر ہوئی وہ اگرچہ کم عمر تھیں لیکن جوش محبت سے دوڑی آئیں اور کسی طرح اوجھڑی کو ہٹا کر عقبہ کو برا بھلا کہا۔

ابتدائی دور میں عبادات کی کیفیت

کفار کی ایذا رسانیوں کے نتیجہ میں آپ کا دل خدا کی درگاہ میں پگھلتا رہتا تھا اور رات کی تنہائی میں آپ خدا کے حضور زیادہ جوش و خروش کے ساتھ عبادت میں مصروف رہتے تھے اس کی کیفیت خدا تعالےٰ نے خود قرآن کریم میں بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ سورۃ مزمل (جو بہت ابتدائی سورتوں میں سے ہے اور بعض کے نزدیک نزول کے لحاظ سے تیسری سورۃ ہے) میں ارشاد ربانی ہے

"تیرا رب جانتا ہے کہ تو دو تہائی رات سے کچھ کم نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور کبھی کبھی نصف کے برابر کبھی ایک تہائی کے برابر اور اسی طرح کچھ تیرے ساتھی بھی اور اللہ رات اور دن کو چھوٹا بڑا کرتا رہتا ہے خدا جانتا ہے کہ تم پوری طرح نماز کے وقت کا اندازہ نہیں لگا سکتے پس اس نے تم پر رحم کیا ہے پس چاہئے کہ قرآن میں سے جتنا میسر ہو تم رات کے وقت پڑھ لیا کرو۔ (مزمل: ۲۱)

کفار کے سلوک کے بارے میں فرمایا

اور ان کو کیا مقام حاصل ہے جس کی وجہ سے باوجود اس کے کہ وہ عزت والی مسجد یعنی خانہ کعبہ سے لوگوں کو روکتے ہیں اللہ ان کو عذاب نہیں دے گا اور وہ درحقیقت اس کے متولی نہیں اس کے متولی تو صرف متقی ہیں لیکن ان کفار میں سے اکثر اس بات کو نہیں جانتے اور خانہ کعبہ کے پاس ان کی نماز سوائے سیٹیاں اور تالیاں بجانے کے اور کیا ہے پس اے بے دینو اپنے کفر کی وجہ سے عذاب کو چکھو۔

(الانفال ۳۴، ۳۵)

پانچ نمازوں کی فرضیت

واقعہ معراج حبشہ کی طرف پہلی ہجرت کے بعد رجب ۵ نبوی میں وقوع پذیر ہونا بیان کیا جاتا ہے اس کا ذکر سورۃ نجم کی آیات ۸ تا ۱۸ میں ملتا ہے۔ معراج میں آپ کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی اور آپ سدرۃ المنتہیٰ کی بلندیوں تک پہنچے اور اپنے رب کے اس قدر قریب ہو گئے کہ درمیان سے سب پردے ہٹا دیئے گئے یہاں پر جو احکامات آپ کو خداوند عالم کے دربار سے ملے ان میں سے ایک پنجگانہ نماز ہے جو موجودہ شکل میں مسلمانوں میں رائج ہے۔

اسراء کا واقعہ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد ۱۱ یا ۱۲ نبوی میں وقوع پذیر ہوا۔ جس کا ذکر سورہ بنی اسرائیل آیت ۲ میں ملتا ہے آپ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ یعنی ہیکل سلیمانی تک گئے جہاں عالم کشف میں تمام انبیاء کی امامت کروائی اگرچہ معراج اور اسراء کی تاریخوں میں مؤرخین اختلاف کرتے ہیں تاہم پانچ وقت کی نماز کا آغاز معراج کے بعد ہوا جو کہ اسلامی عبادت کا سب سے بڑا رکن ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل اسی زمانے کی سورت ہے اس میں فرمایا:۔

"تو دلوک شمس سے لے کر غسق اللیل تک (مختلف گھڑیوں میں نماز عمدگی سے) ادا کیا کر اور صبح کے وقت قرآن کے پڑھنے کو بھی لازم سمجھ صبح کے وقت قرآن کا پڑھنا (اللہ کے حضور میں ایک) مقبول عمل ہے۔" (بنی اسرائیل: ۷۹)

دلوک شمس سے مراد سورج کا ڈھلنا، سورج کا پیلا پڑنا اور غروب ہونا ہے جو علی الترتیب ظہر عصر اور مغرب کے اوقات ہیں اور غسق اللیل عشاء کی نماز کی طرف اشارہ کرتی ہے اور فجر کا تو براہ راست ذکر ہے واقعہ اسراء کے جلد ہی بعد یثرب کے کچھ لوگ مسلمان ہوئے اور آہستہ آہستہ اسلام یثرب میں پھیلنے لگا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ربیع الاول ۱۴ نبوی کو یثرب ہجرت فرمائی۔

مکی دور کا اختتام اور عبادت کے نتائج

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت رمضان المبارک میں ہوئی تھی اس لئے بعثت کا پہلا سال صرف تین ماہ پر مشتمل ہے اس لحاظ سے تقریباً تیرہ سال تک آپ کا قیام مکہ میں رہا اور آپ کی عبادت کا دوسرا دور بھی تیرہ سال ہی کہا جا سکتا ہے گو اس عرصہ میں نماز کے احکام مکمل ہوئے تاہم مخالفت کی شدت کی وجہ سے آپ باقاعدہ کوئی مسجد اس دور میں نہیں بنا سکے مگر آپ کی عبادت اور دعاؤں کی وجہ سے اسلام مکہ سے نکل کر مدینہ پہنچ گیا اور آہستہ آہستہ سارے عرب میں پھیل گیا

عبادات کا تیسرا دور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا تیسرا دور ہجرت مدینہ سے شروع ہوتا ہے جہاں نسبتاً سکون اور آزادی کا ماحول میسر آیا عبادت کے لئے پہلی باقاعدہ مسجد بھی ہجرت کے بعد ہی تعمیر ہوئی۔

مکہ سے ہجرت کرنے کے بعد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر ۸ ربیع الاول سنہ ۱ ہجری کو مدینہ پہنچے۔ مدینہ کے قیام کا پہلا کام مسجد نبوی کی تعمیر تھی۔

اب تک نماز مغرب کے سوا جس میں تین رکعات تھیں باقی تمام فرض نمازوں میں صرف دو دو رکعات تھیں لیکن ہجرت کے کچھ عرصہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے حکم پاکر سفر کے لئے تو دو دو رکعات نماز رہنے دی لیکن حضر کے لئے سوائے مغرب اور فجر کے (جو پہلی صورت میں قائم رہیں) باقی نمازوں میں چار چار رکعات فرض کر دیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد نبوی سے اسقدر محبت تھی کہ حضرت کعب بن مالک بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے باہر آتے تو پہلے مسجد میں جاتے اور وہاں دو رکعت نماز پڑھتے (بخاری)

ابھی تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں ادا کرتے تھے لیکن ہجرت کے ۱۶-۱۷ ماہ بعد شعبان کے مہینہ میں وحی نازل ہوئی جس سے قبلہ بیت المقدس سے کعبہ کی طرف پھیر دیا گیا۔ (سورۃ البقرہ آیت: ۱۴۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت کا مغز دعا کو قرار دیا ہے اور یہی اپنے عملی نمونہ سے ثابت فرمایا۔ بدر کے میدان میں کفار کے مظالم کے نتیجہ میں جو جنگ ہوئی اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت رقت سے خدا کے سامنے ہاتھ پھیلائے اور نہایت اضطراب کی حالت میں فرمایا:-

"اے اللہ اپنے وعدوں کو پورا کر اے میرے مالک اگر مسلمانوں کی یہ جماعت آج اس میدان میں ہلاک ہو گئی تو دنیا میں تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا"۔ اور اس وقت آپؐ اس قدر کرب کی حالت میں تھے کہ کبھی آپ سجدہ میں گر جاتے اور کبھی کھڑے ہو کر خدا کو پکارتے تھے اور آپ کی چادر آپ کے کندھوں سے گر گر پڑتی تھی اور حضرت ابوبکرؓ اسے اٹھا اٹھا کر آپؐ پر ڈال دیتے تھے

کے ۳ ہجری کا بدلہ لینے کے لئے قریش مکہ نے مدینہ پر پھر چڑھائی کی اور احد پہاڑی کے دامن میں اُن سے مقابلہ ہوا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو کسی قدر نقصان پہنچا۔ گو دشمن اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب نہیں ہو سکا تاہم مسلمانوں کے لئے یہ سخت ابتلاء تھا۔ مسلمان زخمی حالت میں اپنے گھروں کو لوٹے۔ آنحضرت صلعم اور صحابہ نے زخمی حالت میں بھی مسجد نبوی میں جا کر نمازیں ادا کیں۔

جنگ احزاب میں نمازوں کا ضائع ہونا اور آنحضرتؐ کا ردِ عمل

اس کے بعد قریش عرب نے سارے قبائل عرب کو اکٹھا کر کے اور مدینہ کے یہودیوں کے ساتھ ساز باز کر کے مدینہ پر حملہ کروا دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور عورتوں اور بچوں سب نے مل کر مدینہ کے گرد خندق کھودی تاکہ اس یلغار سے کسی طرح بچ سکیں۔

اکیس دن دشمن نے محاصرہ کیا اس وقت بہت ہی خوف و ہراس کی کیفیت تھی۔ ایک دن اسی جنگ کے دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض نمازیں ضائع ہو گئیں اور وقت پر نہ پڑھی جا سکیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو رؤف و رحیم بھی تھے آپؐ کو اس کا اسقدر رنج پہنچا کہ آپ نے دشمن کے لئے نہایت سخت الفاظ استعمال کئے اور فرمایا۔ ملأ اللہ بیوتھم وقبورھم نارًا۔ خدا ان کے گھروں اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے انہوں نے ہماری نماز ضائع کی ہے۔ پھر آپؐ نے عصر اور مغرب کی نماز اکٹھی کر کے پڑھائی۔ یہ واقعہ زندگی میں ایک مرتبہ ہی ہوا ورنہ آپ کا معمول تھا کہ جنگ کے دوران صلوٰۃ خوف ادا فرماتے۔

کسریٰ کی گستاخی اور اس کی ہلاکت

عبادات کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے محیر العقول کامیابیاں عطا فرمائیں اور ناممکن باتوں کو ممکن بنا دیا۔ آپ کی حیات طیبہ میں بے شمار ایسے واقعات ہیں کہ نہایت مشکل کے وقت آپؐ نے نماز ادا کی، دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے وہ مشکل معجزانہ طور پر آسان فرما دی چنانچہ صلح حدیبیہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مختلف بادشاہوں کو تبلیغی خطوط روانہ فرمائے ان میں ایک خط کسریٰ فارس کو بھی بھیجا جس کا نام خسرو پرویز تھا۔ فارس کی حکومت اس وقت بہت بڑی حکومت تھی۔

تبلیغی خط سے کسریٰ نہایت غضبناک ہوا اور اس نے یمن کے گورنر کو لکھا کہ قریش میں سے ایک شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اس کو گرفتار کر کے فوراً میرے آگے پیش کیا جائے۔ اس پر یمن کے گورنر باذان نے ایک فوجی افسر اور ایک سوار کو ایک خط دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا۔ خط میں لکھا کہ یہ خط ملتے ہی فوراً ان لوگوں کے ساتھ کسریٰ کے دربار میں حاضر ہو جائیں۔ کسریٰ کے بھیجے ہوئے لوگوں نے کہا اگر آپ نے انکار کیا تو وہ آپ کو ہلاک کر دے گا اور آپ کی قوم کو بھی ہلاک کر دے گا اور آپ کے ملک کو برباد کر دے گا اس لئے آپ ضرور ہمارے ساتھ چلیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اچھا کل پھر تم مجھے ملنا۔ رات کو آپؐ نے نماز تہجد میں خدائے ذوالجلال سے دعا کی اور آپؐ کو کسریٰ فارس کے بارہ میں خبر دی گئی چنانچہ صبح آپ نے کسریٰ فارس کے قاصدوں کو یوں خبر دی

"اپنے آقا والیٔ یمن سے جا کر کہہ دو کہ میرے رب خدائے ذوالجلال نے اس کے رب یعنی کسریٰ کو آج رات قتل کر دیا ہے"۔

چنانچہ کچھ عرصے بعد باذان کو خسرو پرویز کے بیٹے شیرویہ کا ایک خط ملا جس میں لکھا۔ "میں نے ملکی مفاد کی خاطر اپنے باپ پرویز کو جس کا رویہ ظالمانہ تھا اور جو اپنے ملک کے شرفاء کو قتل کرتا تھا قتل کر دیا ہے میرے باپ نے تمہیں عرب کے ایک شخص کے متعلق حکم دیا تھا اُسے منسوخ سمجھو۔ اس پر باذان اپنی قوم سمیت آنحضرت صلعم پر ایمان لے آیا۔

فتح مکہ اور نماز تشکر

سنہ ۸ ھ میں مکہ فتح ہوا۔ خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کے اندر دو رکعت نماز پڑھی۔

بیماری میں نماز

سنہ ۵ ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ گھوڑے سے گر گئے جس کی وجہ سے آپ کی پنڈلی اور ران وغیرہ پر چوٹیں آئیں جس کی وجہ سے آپ پانچ دن بیٹھ کر نماز ادا فرماتے رہے۔ (سیرت خاتم النبیین حصہ دوم)

نمازوں سے آپکی محبت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عبادات میں سب سے زیادہ زور نمازوں پر دیا۔ آپ فرماتے تھے کہ نماز ایسی عبادت ہے جس کے نتیجہ میں بندہ اپنے رب سے ہم کلام ہوتا ہے اور گویا اس کی مجلس میں پہنچ جاتا ہے۔ آپ کو نمازوں سے اس قدر محبت تھی کہ فرض نمازوں کے علاوہ بڑی کثرت سے نوافل کی نماز پڑھا کرتے تھے اور نماز تہجد بلا ناغہ ادا فرماتے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے کہ نماز تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے آپ اپنے صحابہ کو نماز باجماعت کی تاکید کرتے ہوئے فرماتے کہ اگر لوگوں کو یہ علم ہو جائے کہ نماز باجماعت میں کیا خوبی ہے تو خواہ انہیں اپنے گھٹنے گھسیٹتے ہوئے مسجد میں آنا پڑے وہ ضرور آئیں۔

آخری بیماری میں عبادت کا ذوق

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"نماز کی پابندی کا آپ کو اتنا خیال تھا کہ مرض موت بیماری کی حالت میں جب کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے گھر میں نماز پڑھ لینے تک کی بھی اجازت ہوتی تھی آپ سہارا لے کر مسجد میں نماز پڑھانے کے لئے آتے ایک دن آپ نماز کے لئے نہ آ سکے تو حضرت ابوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم صادر فرمایا لیکن اتنے میں طبیعت میں کچھ سہولت محسوس ہوئی تو فوراً دو آدمیوں کا سہارا لے کر مسجد کی طرف چل پڑے"۔ (دیباچہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بہترین عبادت گزار بندے بننے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مقدسہ کی جھلکیاں

مرتبہ: مکرم عبدالرحمٰن صاحب دہلوی آف کینیڈا

ولادت با سعادت: ۲۰ اپریل ۵۷۱ء (۱۲ ربیع الاول)

بعمر چھ سال: والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کی وفات

بعمر ۸ سال: حضرت عبدالمطلب کا انتقال جن کے بعد آپ کے چچا ابوطالب نے آپ کی پرورش کی

بعمر ۱۲ سال: اپنے چچا کے ساتھ پہلا سفر شام

بعمر ۲۵ سال: ملک شام کا دوسرا سفر حضرت خدیجہؓ کا سامانِ تجارت لے کر گئے۔

بعمر ۳۵ سال: خانہ کعبہ کی تعمیر اور حجر اسود کی تنصیب کے موقع پر آپ کا عادلانہ فیصلہ

بعمر ۴۰ سال: غارِ حراء میں نزولِ وحی کا آغاز

سنہ ۵ ن: بعمر ۴۵ سال صحابہ کرام کو ہجرت حبشہ کا حکم دیا

سنہ ۶ نبوی: معجزہ شق القمر

سنہ ۱۰ ن: بعمر ۵۰ سال غم واندوہ کا سال پہلے چچا ابوطالب اور پھر زوجہ محترمہ ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہو گیا۔

سنہ ۱۲ ن: حج کے موقعہ پر مدینہ منورہ کے بارہ اشخاص ایمان لائے یہ بیعت عقبہ اولیٰ کہلاتی ہے۔ اسی سال معراج کا واقعہ پیش آیا اور مسلمانوں پر نماز فرض کی گئی۔ حضرت سودہؓ سے حضورؐ نے دوسری شادی کی۔ اور پھر حضرت عائشہ سے نکاح ہوا

سنہ ۱۳ ن: مدینہ منورہ کے ۷۳ افراد اسلام لائے یہ بیعت عقبہ ثانیہ کہلاتی ہے انہوں نے حضور کو مدینہ تشریف لانے کی دعوت دی۔ حضورؐ نے پہلے صحابہ کرام کو مدینہ جانے کا حکم فرمایا۔ پھر خود بھی حضرت ابوبکر صدیق کے ہمراہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی

سنہ ۱ ہجری: مدینہ تشریف آوری۔ نواحی بستی قبا میں اسلام کی پہلی مسجد کی تعمیر ہوئی پھر مسجد جمعہ اور اس کے بعد مسجد نبوی تعمیر ہوئی اس سال اذان کی ابتداء ہوئی۔ آپؐ نے مہاجرین اور انصار میں مؤاخات قائم فرمائی

سنہ ۲ھ: بیت المقدس کی بجائے حرم کعبہ کو قبلہ قرار دیا گیا۔ غزوۂ بدر پیش آیا۔

سنہ ۳ھ: غزوہ اُحد۔ میراث کے احکام و قوانین بھی اسی سال نازل ہوئے۔

سنہ ۴ھ: غزوہ بنو نضیر۔ اسی سال زوجہ محترمہ حضرت زینب بنت خزیمہ کا انتقال ہوا۔

سنہ ۵ھ: غزوہ دومۃ الجندل اور غزوہ خندق یا غزوہ احزاب اسی سال پیش آیا مسلمان عورتوں کو پردہ کا حکم دیا گیا۔ اور حد قذف کے احکام بھی اسی سال نازل ہوئے

سنہ ۶ھ: بیعتِ رضوان۔ صلح حدیبیہ۔ نیز اسی سال سلاطین عالم کو دعوتِ اسلام دی گئی۔

سنہ ۷ھ: غزوہ خیبر پیش آیا۔

سنہ ۸ھ: فتح مکہ۔ جنگِ حنین و طائف۔

سنہ ۹ھ: غزوۂ تبوک۔ حاتم طائی کی بیٹی اور بیٹا مسلمان ہوئے اسی سال زکوٰۃ کا حکم۔ شراب اور سؤر کی حرمت کا حکم نازل ہوا۔

سنہ ۱۰ھ: حجۃ الوداع۔ منشور انسانیت کا سال۔

سنہ ۱۱ھ: جیشِ اُسامہ کی تیاری

۲۰ صفر سنہ ۱۱ھ: آغازِ علالت

۱۲ ربیع الاول بروز دوشنبہ (پیر) بوقت سہ پہر اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئے

ازواجِ مطہرات

(۱)۔ حضرت خدیجہ بنت خویلد۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جملہ اولاد سوائے ابراہیم کے انہی کے بطن سے ہوئی ہجرت سے تین سال قبل ۶۵ برس کی عمر میں مکہ معظمہ میں ماہ رمضان میں وفات ہوئی۔

(۲) حضرت سودہ بنتِ زمعہ۔ حضور کا دوسرا نکاح ان سے ہوا۔ شوال سنہ ۵۵ھ میں انہوں نے وفات پائی۔

(۳)۔ حضرت عائشہ بنت ابوبکر صدیقؓ اعلانِ نبوت کے دسویں سال ہجرت سے تین سال قبل ماہ شوال میں ان سے نکاح ہوا۔ ہجرت کے بعد سنہ ۲ھ میں ان کا رخصتانہ ہوا۔ ازواج مطہرات میں یہ واحد زوجہ ہیں جن کا پہلا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔ ۱۷ رمضان سنہ ۵۸ ہجری میں بوقتِ شب مدینہ میں وصال ہوا۔ جنت البقیع میں دوسری ازواج کے پہلو میں ان کو دفن کیا گیا

(۴) حضرت حفصہ بنت عمر فاروقؓ سنہ ۳ھ میں حضورؐ سے نکاح ہوا شعبان سنہ ۴۵ھ میں مدینہ میں انتقال ہوا۔

(۵) حضرت ام سلمہؓ بنت حذیفہ سنہ ۴ھ میں ان کا نکاح حضور سے ہوا ۸۴ برس کی عمر میں سنہ ۵۹ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔

(۶) حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان نجاشی شاہ حبشہ نے آنحضرتؐ کی طرف سے وکیل بن کر اپنے شاہی محل میں ان کا نکاح کر دیا۔ شادی کی دعوت بھی شاہ حبشہ نے ہی کی سنہ ۴۴ھ میں مدینہ منورہ میں ان کا انتقال ہوا۔

(۷) حضرت زینب بنت جحش یہ حضور کی پھوپھی زاد بہن تھیں ان کا پہلا نکاح آنحضرتؐ کے خادم منہ بولے بیٹے (متبنّیٰ) زید بن حارثہ سے ہوا۔ ان سے طلاق ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے جو قرآن شریف میں تفصیل سے بیان ہے ان سے نکاح ہوا۔ ۵۳ سال کی عمر میں سنہ ۲۱ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔

(۸)۔ حضرت زینب بنت خزیمہ سے سنہ ۳ھ میں نکاح ہوا یہ زوجہ محترمہ نکاح کے بعد صرف دو ماہ حیات رہیں۔ ربیع الآخر سنہ ۴ھ ۳۰ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

(۹)۔ حضرت میمونہ بنتِ حارثؓ سنہ ۷ھ میں آنحضرت کے عقد میں آئیں سنہ ۵۱ھ میں مقام سرف میں وفات پائی۔

(۱۰) حضرت جویریہؓ بنت حارث بن ضرار غزوۂ مریسیع کے بعد حضورؐ کے عقد میں آئیں۔ ۶۵ برس کی عمر میں سنہ ۵۰ ہجری مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔

(۱۱)۔ حضرت صفیہ بنت حی محرم سنہ ۷ھ ان کا حضورؐ سے نکاح ہوا۔ ۶۰ برس کی عمر میں مدینہ میں وفات پائی۔

(۱۲)۔ حضرت ماریہ قبطیہ۔ ان کے بطن مبارک سے ایک بیٹے حضرت ابراہیم کی ولادت ہوئی۔

صاحبزادگان

(۱)۔ طیب
(۲)۔ طاہر
(۳)۔ قاسم
(۴) ابراہیم

چاروں صاحبزادگان چھوٹی عمر میں ہی وفات پا گئے۔

صاحبزادیاں

(۱) حضرت زینبؓ
(۲)۔ حضرت رقیہؓ
(۳)۔ حضرت ام کلثومؓ
(۴)۔ حضرت فاطمہؓ

نعتیہ قطعات

(۱)

ہر لمحہ گزاروں گا ترے عشق کی لو میں
ہر کام سنواروں گا ترے نور کی ضو میں
رحمت ہے تری ذات مرے پیارے محمدؐ
لے چلنا مجھے سوئے جناں اپنی جلو میں

(۲)

ہر ذرہ ہوا نورِ محمدؐ سے ہی تاباں
اس نور کے پانے سے مرا دل ہے فروزاں
جس نور کی برکت سے بنے سارا یہ عالم
اس نور پہ ہے دل بھی فدا جان بھی قرباں

(خواجہ عبدالمومن اوسلو ناروے)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور رواداری کی بے نظیر تعلیم

از مکرم و محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ایسے زمانے میں ہوئی جب مذہبی اور اخلاقی اقدار پامال ہو چکی تھیں ساری دُنیا میں ایک عظیم فساد برپا تھا۔ ایسے وقت میں نہ صرف آپ نے ایک عظیم روحانی انقلاب برپا کر کے دینی و اخلاقی اقدار کو از سرِ نو استوار فرمایا۔ بلکہ امنِ عالم کے قیام اور انسانیت کے فروغ کے لئے ایسی بے نظیر تعلیمات دُنیا کے سامنے پیش فرمائیں جو آج بھی تمام اقوامِ عالم کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ آج دنیا کے ہر خطے میں جو مذہبی۔ سیاسی۔ تمدنی و معاشرتی اور اقتصادی بگاڑ نظر آرہا ہے یہ اُس وقت تک دور نہیں ہو سکتا جب تک کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش فرمودہ بنیادی اصول کو اختیار نہ کیا جائے جو عین فطرتِ انسانی کے مطابق ہیں۔ اُن میں سے رواداری سے متعلق چند امور پیش خدمت ہیں،

اس سلسلہ میں سب سے اہم اور بُنیادی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیش فرمائی کہ چونکہ سب انسان خواہ وہ کسی بھی مذہب یا رنگ و نسل اور ملک و ملّت سے تعلق رکھتے ہوں آزاد پیدا ہوئے ہیں اس لئے آزادئ ضمیر اور آزادئ مذہب ہر ایک کا حق ہے۔ آپ نے قرآن مجید کی یہ تعلیم علی الاعلان بیان فرمائی کہ لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ (بقرہ: ۲۵۷) دین کے معاملہ میں کوئی زبردستی نہیں ہونی چاہیئے۔ جس کو جو مذہب اور نظریہ اچھا لگتا ہے وہ اُسے اختیار کر سکتا ہے۔ نہ کسی انسان کو زبردستی مسلمان بنایا جا سکتا ہے اور نہ کسی مسلمان کو زبردستی غیر مسلم بنایا جا سکتا ہے۔ اسی تعلق میں آپ نے یہ ارشادِ ربانی بھی بیان فرمایا کہ قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ (الکہف: ۳۰) تو کہہ دے کہ یہ حق و صداقت تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے پس جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے انکار کر دے گویا کوئی جبر و اکراہ نہیں ہے۔ اس اصول کے ذریعہ آپ نے آزادئ ضمیر کا قیام فرمایا جو انسانی معاشرہ میں انتہائی ضروری امر ہے۔ ورنہ ظلم و ستم کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

اس کے ساتھ ہی چونکہ انسانیت مذہب کا پہلا قدم ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام بنی نوع انسان میں مساوات کو تسلیم کرتے ہوئے اس پر عمل پیرا ہونے کی تلقین فرمائی کہ خواہ کوئی مسلمان ہے یا یہودی۔ یا عیسائی۔ یا ہندو یا کسی بھی دھرم کو ماننے والا ہے۔ بحیثیت انسان کے وہ سب برابر ہیں۔ رنگ و نسل اور ملک و ملّت کچھ بھی وجہِ فضیلت نہیں رکھتی البتہ وجہِ فضیلت اگر ہے تو نیکی ہے خوبیاں اور اچھائیاں ہیں۔ اسی لئے آپ نے فرمایا۔

یا یھا النّاس الآ ان ربّکم واحد وانّ اباکم واحد۔ الآ لا فضل لعربی علٰی عجمی ولا لعجمی علٰی عربی ولا لأحمر علٰی اسود ولا لأسود علٰی أحمر الّا بالتقوٰی (مسند احمد بن حنبلؒ)

(ترجمہ)۔ اے لوگو! اچھی طرح سے سن لو کہ تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک تھا۔ اور پھر کان کھول کر سن لو کہ عربوں کو عجمیوں پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ عجمیوں کو عربوں پر کوئی فضیلت ہے نہ گوروں کو کالوں پر کوئی فضیلت حاصل ہے اور نہ ہی کالوں کو گوروں پر کوئی فضیلت ہے سوائے ایسی ذاتی خوبیوں کے جس کے ذریعہ کوئی شخص دوسروں سے آگے نکل جائے۔

انسانیت کے حقیقی علمبردار انسانِ کامل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رواداری اور انسانیت کے جس عظیم چارٹر کو دنیا کے سامنے پیش کر کے اس کو اسلامی معاشرہ میں رائج اور اسلامی معاشرہ کا ایک لازمی جزو بنا دیا اگرچہ ادارہ اقوامِ متحدہ نے ۱۰ دسمبر ۱۹۴۸ء کو منظور شدہ HUMAN RIGHTS CHARTER (منشور حقوقِ انسانی) کے ضابطہ ۱ میں مساوات و آزادئ ضمیر کے اس حق کو تسلیم تو کیا ہے لیکن اس کے باوجود رنگ و نسل اور ذات پات کی تفریق کو بکلی نہیں مٹا سکا۔

انسانیت کی انہی اقدار کو قائم کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رواداری کا عملی نمونہ اس رنگ میں بھی پیش فرمایا کہ ایک دفعہ ایک یہودی کا جنازہ لے جایا جا رہا تھا۔ آپ اُس نعش کو دیکھ کر احتراماً اُٹھ کھڑے ہوئے اور چہرۂ مبارک پر غم اور صدمہ کے آثار ظاہر ہو گئے۔ صحابہؓ کو اس بات پر بڑا تعجب ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تو ایک یہودی کی نعش ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ لیکن اس میں بھی ہمارے خدا کی پیدا کی ہوئی جان تھی اور جان نکلنے میں اشد تکلیف ہوتی ہے۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آدمیت کا احترام واجب ہے۔ خواہ وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ اسی لئے آپ نے یہ تعلیم دی ہے کہ اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَھُمْ (ابوداؤد۔ کتاب الادب) کہ اے مسلمانو! تمہارے لئے ضروری ہے کہ آپس کے معاملات میں لوگوں کے معروف مرتبوں کا خیال رکھا کرو۔ اور اُن کے حالات اور درجہ کے مطابق اُن کے ساتھ معاملہ کیا کرو۔ یعنی جن کو خدا تعالیٰ نے دینی یا دنیوی طور پر کوئی بڑا رتبہ دیا ہے تو اس کے مطابق اُن کا احترام واجب ہے۔ خواہ وہ کسی بھی مذہب یا ملک یا رنگ و نسل سے تعلق رکھتے ہوں۔ یہ اسلامی اخلاق کا ایک حصّہ ہے

انسانی اقدار کے قیام کے ساتھ ساتھ رواداری کی تعلیم کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے آپ نے یہ سنہری اصل پیش فرمایا کہ اِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ (فاطر: ۲۵) یعنی کوئی قوم بھی ایسی نہیں جس میں خدا تعالیٰ کے نبی نہ گزرے ہوں۔ اس اعلان کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب اقوام اور تمام مذاہب کے نبیوں اور پیشوایان کے تقدس کو قبول فرمایا ہے۔ اس لحاظ سے ہمیں فخر ہے کہ ہم ہر قوم و ملک کے نبیوں، رشیوں مُنیوں اور اوتاروں کی عزت و احترام کرتے ہیں۔ خواہ وہ مقدس وجود ہندوستان کے ہوں۔ ایران کے ہوں۔ چین کے ہوں یا کسی بھی مُلک کے ہوں۔ اس اصل کو ماننے کے نتیجہ میں ہر قسم کی مذہبی منافرت اور لڑائی جھگڑوں کا قلع قمع ہو جاتا ہے

اسی تعلق میں رواداری کے قیام کے لئے آپ نے یہ تعلیم بھی دی کہ لَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلْمٍ (انعام: ۱۰۹) یعنی وہ چیزیں جنہیں دوسرے مذاہب والے عزت و توقیر کی نظر سے دیکھتے ہیں جیسے بُت، وغیرہ انہیں بھی بُرا بھلا مت کہو۔ ورنہ پھر وہ لاعلمی کے نتیجہ میں تمہارے خدا کو بُرا بھلا کہیں گے۔ یہ کس قدر اعلیٰ تعلیم ہے کہ دوسرے مذاہب کے بزرگوں کے بارے میں تو یہ فرمایا کہ انہوں نے بھی خدا سے نور حاصل کیا تھا اس لئے وہ سچے تھے۔ اُن کو بغیر کسی تفریق کے مان لو۔ اور جو چیزیں سچی نہ تھیں ان کے متعلق یہ فرمایا کہ انہیں بھی بُرا بھلا مت کہو اس طرح آپ نے مذہبی منافرت اور جھگڑا و فساد کا رستہ قطعی طور پر بند کر دیا۔

ایک اور وجہ مذہبی منافرت کی یہ ہوا کرتی ہے کہ ایک مذہب والا دوسرے مذہب کی خوبیوں کو تسلیم نہیں کرتا۔ جبکہ ہر مذہب میں اور اس کے ماننے والوں میں کوئی نہ کوئی حُسن اور خوبی اب بھی موجود ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تعلق میں یہ تعلیم دی کہ وَقَالَتِ الْیَھُوْدُ لَیْسَتِ النَّصٰرٰی عَلٰی شَیْءٍ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰی لَیْسَتِ الْیَھُوْدُ عَلٰی شَیْءٍ (البقرہ: ۱۱۴) یعنی یہود کہتے ہیں کہ نصاریٰ میں کوئی خوبی نہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہود میں کوئی خوبی نہیں۔ حالانکہ دونوں کتابِ الٰہی

پڑھتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب دونوں کتاب الٰہی پڑھتے ہیں تو انہیں یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ ہر چیز میں خواہ کس قدر ہی بُری کیوں نہ ہو بعض خوبیاں بھی ہوتی ہیں۔ اور جب کوئی چیز کلیۃً غیر مفید ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اُسے مٹا دیا کرتا ہے۔ پس آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دی کہ دوسروں کی خوبیوں کا اعتراف کیا کرو۔

پھر مذہبی بغض و عناد اور منافرت کی ایک وجہ یہ بھی ہوا کرتی ہے کہ عدل و انصاف کے پیمانے اپنے ہم مذہب و قوم کے لئے الگ ہوتے ہیں اور دوسروں کے لئے الگ لہٰذا عدلیہ اور جوڈیشری (JUDICIARY) کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے با اُصول غیر جانبدار اور حق پرست بناتے ہوئے یہ تعلیم دی کہ وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی (مائدہ: ۹) یعنی کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کردے کہ تم انصاف نہ کرو۔ تم انصاف کرو۔ وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔

آپ نے نہ صرف یہ تعلیم ہی دی بلکہ اس پر عمل پیرا ہو کر دکھلا دیا۔ چنانچہ تاریخ کے متعدد صفحات اس حقیقت سے بھرے پڑے ہیں کہ یہود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید عداوت و بغض تھا۔ لیکن اس کے باوجود مدینہ منورہ میں جب ایک یہودی لڑکا بیمار ہوا تو آنحضورؐ بنفس نفیس اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ اور جب بھی کسی معاملہ میں مسلمانوں اور یہودیوں میں اختلاف پیدا ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی مسلمانوں کی بے جا طرفداری نہیں فرماتے تھے بلکہ دونوں کے ساتھ انصاف کرتے تھے ایک دفعہ ایک یہودی نے حضورؐ کے پاس شکایت کی کہ ایک مسلمان نے اُسے تھپڑ مارا ہے۔ آپ نے اُسی وقت مسلمان کو بلایا اور سرزنش فرمائی جب آپ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ دونوں میں تکرار اس بات پر ہوئی تھی کہ یہودی حضرت موسیٰ کی فضیلت کا دعویٰ کرتا تھا اور مسلمان آنحضرت صلعم کی فضیلت کا۔ تو آپ نے اپنا خاتم النبیین کا مقام و مرتبہ ہونے کے باوجود مسلمانوں کو یہ تاکید فرمائی کہ تم مجھے موسیٰؑ پر فضیلت نہ دیا کرو۔

عدل و انصاف کے قیام کے لئے آپ نے یہاں تک فرمایا کہ اگر میری بیٹی فاطمہؓ بھی کوئی ایسا مجرمانہ کام کرے گی تو اُسے بھی میں قانون کے مطابق سزا دوں گا۔

یہ وہ زرّیں اصول ہے کہ اگر تمام اقوام عالم اس پر عمل پیرا ہو جائیں تو نہ صرف یہ کہ بین الاقوامی تعلقات کبھی بگڑ نہیں سکتے بلکہ نہایت خوشگوار صورت میں قائم رہ سکتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رواداری کے قیام کے لئے ایک اور فراخدلانہ تعلیم یہ دی کہ غیر مذاہب کی عبادت گاہوں کا احترام کیا جائے اور اُن میں عبادت کرنے والوں کو کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے۔ چنانچہ آیت قرآنی میں ارشاد ہے وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّھُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْھَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا (حج: ۴۱) کہ اگر اللہ تعالیٰ دفاعی جنگوں کی اجازت دے کر ایک قوم کو دوسری قوم کے خلاف عمل کرنے سے نہ روکتا تو یقیناً راہبوں کے صومعے اور عیسائیوں کے گرجے اور یہودیوں کے بیت ایل اور مسلمانوں کی مسجدیں جن میں کثرت کے ساتھ اللہ کا نام لیا جاتا ہے ایک دوسرے کے ہاتھ سے تباہ و برباد کر دی جاتیں

اس آیت شریفہ کے مطابق آپؐ نے مسلمانوں کے ہاتھوں کو تمام مذاہب کی عبادت گاہوں کے خراب کرنے سے نہ صرف روک دیا ہے بلکہ حتی الوسع ان کے آباد رکھنے اور اُن کے گرائے جانے سے بچانے کی ترغیب دی ہے نیز اُن عبادت گاہوں میں رہنے والوں اور یادِ الٰہی میں وقت گذارنے والوں کی حفاظت بھی کرنے کی تعلیم ہے چنانچہ جب کبھی کوئی فوجی دستہ مدینہ سے روانہ ہوتا تو آنحضرت صلعم اس کو جو نصائح فرماتے انہیں احادیث کی مشہور کتب مسلم۔ ابو داؤد اور مؤطا میں ریکارڈ کیا گیا ہے۔ آپؐ فرماتے لَا تَغُلُّوا وَلَا تَغْدِرُوا وَلَا تُمَثِّلُوا وَلَا تَقْتُلُوا وَلِیْدًا وَلَا امْرَأَۃً وَلَا تَقْتُلُوا اَصْحَابَ الصَّوَامِعِ۔ کہ خبردار مالِ غنیمت میں بددیانتی نہ کرنا۔ نہ کسی قوم سے دھوکہ کرنا۔ اور نہ دشمن کے مقتولوں کا مُثلہ کرنا۔ اور نہ بچوں اور عورتوں اور مذہبی عبادت گاہوں کے لوگوں کو قتل کرنا۔

حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے جب مدینہ تشریف لائے تو مختلف الاقوام باشندوں کی حفاظت اور بہبودی اور قیام امن کے لئے جو معاہدہ خصوصاً یہود کے ساتھ فرمایا وہ تاریخ اسلام میں "میثاقِ مدینہ" کے نام سے موسوم ہے۔ وہ بھی آنحضور صلعم کی رواداری کے جذبہ کی عکاسی کرتا ہے۔ اس کی شرطوں میں سے یہ شرائط بھی تھیں کہ مسلمان اور یہودی آپس میں ہمدردی اور اخلاص کے ساتھ رہیں گے۔ اور ایک دوسرے کے خلاف زیادتی یا ظلم سے کام نہیں لیں گے۔ ہر قوم کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ تمام باشندگان کی جانیں اور اموال محفوظ ہوں گے اور ان کا احترام کیا جائیگا سوائے اس شخص کے جو ظلم اور جرم کا مرتکب ہو۔ (سیرت ابن ہشام ۱۷۹)

آنحضرت صلعم نے اسی قسم کا ایک معاہدہ قیام امن کے لئے مقام ودّان کے قبیلہ بنو ضمرہ اور مقام عُشیرہ کے قبیلہ مُدلج سے بھی کیا جو مدینہ کے اردگرد کے قبائل تھے۔ اور ہمیشہ اس معاہدہ کو نبھا کر رواداری کا اعلیٰ نمونہ پیش فرمایا:

اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران (یمن) کے مفتوح عیسائیوں کے ساتھ سنہ ۱۰ ہجری میں جو معاہدہ فرمایا وہ بھی آپ کی وسعتِ قلبی اور رواداری کا آئینہ دار ہے۔ اس معاہدہ کے الفاظ یہ ہیں:۔

"نجران اور اس کے گرد و نواح کے لوگوں کو خدا کی حفاظت اور محمد رسول اللہ کی ذمہ داری حاصل ہوگی۔ اُن کی جان اور مذہب اور ملک اور اموال کے متعلق تمام موجود اور غیر موجود اشخاص اور اُن کے قافلے اور لشکر وغیرہ اس ذمہ داری میں شامل ہوں گے اُن کی موجودہ حالت تبدیل نہ کی جائے گی۔ اور نہ اُن کے حقوق میں سے کوئی حق بدلا جائیگا۔ اسی طرح کوئی بشپ (پادری) اپنے عہدہ سے اور راہب اپنی رہبانیت سے اور افسر گرجا اپنی افسری سے جو بھی اُن کے اختیارات ہیں اُن سے علیحدہ نہیں کیا جائیگا۔
(فتوح البلدان بلاذری ص ۷۶)

حضورؐ نے اس قسم کے معاہدات نہ صرف اہلِ نجران ہی سے کئے بلکہ اور بھی کئی مفتوحین اور مغلوب قوموں سے بھی اسی قسم کے معاہدے فرمائے مثلاً مقام ایلہ کے حاکم سے۔ مقام جربا اور مقام اذرح کے باشندوں سے۔ بنی جیبہ اور اہل مقنات اسی طرح دومۃ الجندل کے حاکم اکیدر ابن عبد الملک سے اور اپنے ان سب معاہدات کو اس شاندار طریق سے نبھایا کہ تاریخ عالم اس قسم کی رواداری کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے

اسی طرح تاریخ کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مذہبی تبادلہ خیالات کے لئے آیا ہوا تھا۔ آپؐ نے اس وفد کو بطورِ مہمان مسجد نبوی میں ٹھہرایا۔ جب بات چیت کے دوران اتوار کے دن ان کی عبادت کا وقت آیا تو وہ لوگ چاروں طرف تجسس کی نگاہیں دوڑانے لگے کہ اپنے لئے گرجا کرنے کی کوئی موزوں جگہ ڈھونڈیں۔ آنحضرت صلعم نے یہ دیکھ کر نہایت خندہ پیشانی سے اپنی مسجد نبوی میں ہی اُن کو گرجا کرنے کی اجازت دے دی کس قدر بے نظیر اور عظیم الشان ہے آپ کی یہ رواداری۔ کیا غیر مذاہب میں سے کوئی ایسا نمونہ فراخدلی اور وسعت قلبی کا پیش کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ آج خود مسلمان بھی اس عظیم تعلیم کو بھلا بیٹھے ہیں۔ ورنہ پڑوسی ملک پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ایسا ظالمانہ رویّہ اختیار نہ کیا جاتا جو اسلام پر ایک بدنما داغ بن کر اُبھر آیا ہے اور جسے تاریخ کبھی معاف نہ کرے گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں کے نیک اخلاق کا بھی بہت پاس رکھا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک جنگ میں حاتم طائی کی لڑکی اور اُس کا قبیلہ گرفتار ہو کر آئے۔ اُس لڑکی نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میرا باپ (باقی ص ۲۶ پر)

یہودیوں اور عیسائیوں پر اتمام حجت کے لئے

آنحضرت صلعم کے متعلق تورات کی عظیم الشان پیشگوئی

از مکرم سید رشید احمد صاحب سونگھڑوی صدر جماعت احمدیہ جمشید پور (بہار)

آج دنیا کی تقریباً سو کروڑ آبادی کے مذہب اسلام کا بنیادی اصول لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔ ان کا محبوب ترین وجود ایک "اُمّی" ہے اور ان کی محبوب ترین کتاب شریعت قرآن مجید ہے اور اسی قرآن مجید میں نبی الاُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت لکھا ہے:

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰاۃِ وَالْاِنْجِیْلِ (الاعراف ع ۱۹)

کہ وہ لوگ جو ہمارے اس رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہیں جو نبی ہے اور اُمّی ہے اس کا ذکر تورات اور انجیل میں ان کے پاس لکھا ہوا موجود ہے۔ چنانچہ اگر ہم عمیق نظر سے موجودہ تورات و انجیل کا مطالعہ کریں تو اس قرآنی بیان کی صداقت روز روشن کی طرح ثابت ہوسکتی ہے۔ ہم یہاں بطور نمونہ صرف ایک ہی حوالہ پر اکتفا کرتے ہیں۔ چنانچہ موجودہ دستیاب تورات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خاطب کرکے فرماتا ہے

"میں ان کے لئے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔ اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہی وہ ان سے کہے گا اور جو کوئی میری ان باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے گا تو ان کا حساب اس سے لوں گا۔ لیکن جو نبی گستاخ بن کر کوئی ایسی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اس کو حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کچھ کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے گا۔ اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ جو بات خداوند نے نہیں کہی ہے اسے ہم کیونکر کھاجائیں؟ تو پہچان یہ ہے کہ جب وہ نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے اور اس کے کہے کے مطابق کچھ واقع یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں بلکہ اس نبی نے وہ بات خود گستاخ بن کر کہی ہے تو اس سے خوف نہ کرنا"

(استثناء باب آیت ۱۸ تا ۲۲)

اس مفصل پیشگوئی سے مندرجہ ذیل امور مترشح ہوتے ہیں:۔

وہ موعود نبی

(۱) بنی اسرائیل کی بجائے بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے ہوگا

(۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام سے (کی مانند ہونے کی وجہ سے) مماثلت اور مشابہت رکھتا ہوگا

(۳) خداوند کا کلام اس کے منہ میں ڈالا جائے گا اور خداوندی حکم کے مطابق ہی وہ کلام کرے گا۔

(۴) ہر بات خدا کا نام لے کر کہے گا۔

(۵) اس کا جو منکر ہوگا اس کی سخت پرسش ہوگی۔

(۶) اس کی صداقت کا یہ معیار ہوگا کہ اس کی پیشگوئیاں غلط نہ ہوں گی اور وہ قتل یا ہلاک بھی نہ ہوگا۔

اب ہم تجزیہ کرتے ہیں کہ مذکورہ امور کے مطابق مدعی کا دعویٰ ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔

● — واضح ہو کہ بنی اسرائیل کے مورث اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ آپؑ کے ایک بیٹے کا نام اسمٰعیلؑ تھا۔ اور دوسرے کا اسحٰق۔ ان ہر دو بیٹوں کے لئے اور ان کی نسلوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے وعدے تھے حضرت اسمٰعیلؑ کی نسل بنی اسمٰعیل کہلاتی ہے اور حضرت اسحٰقؑ و یعقوبؑ کی نسل بنی اسرائیل کہلاتی ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل و بنی اسمٰعیل کی اخوت میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا۔ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد عرب میں آباد ہوگئی جیسا کہ لکھا ہے "خداوند نے ابرام سے عہد کیا اور فرمایا کہ یہ ملک دریائے مصر سے لے کر اس بڑے دریا یعنی دریائے فرات تک ....

...... میں نے تیری اولاد کو دیا پیدائش $\frac{15}{21 \cdot 18}$ اور تجھے اولاد ارض کنعان میں بھی آباد ہوئی (پیدائش $\frac{17}{8}$)

واضح ہو کہ آقائے نامدار حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نسل اسمٰعیل سے ہیں لہذا اس لحاظ سے آنحضرتؐ کا مذکورہ پیشگوئی کا مصداق ہونا ثابت ہوگیا۔

● — حضرت موسیٰؑ سے آنحضرتؐ کی مشابہت کا جہاں تک تعلق ہے۔ درج ذیل ہے۔

(الف) حضرت موسیٰؑ کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یتیم رہ گئے۔

(ب) حضرت موسیٰ کی طرح آنحضرتؐ بھی شدید مخالفانہ ماحول میں پروان چڑھے۔

(ج) حضرت موسیٰؑ کی طرح آنحضرتؐ کو بھی اپنی قوم کے ساتھ جنگ کرنا پڑی۔

(د) حضرت موسیٰؑ کی طرح آنحضرتؐ کو بالآخر آپ کی زندگی میں ہی حکومت مل گئی۔

(ھ) حضرت موسیٰؑ اور آنحضرتؐ دونوں کو شریعت ملی۔ حضرت موسیٰؑ کو تورات اور آنحضرتؐ کو قرآن مجید

یہی وہ مشابہتیں ہیں جن کی بنا پر قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مثیل قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (مزمل ع)

کہ اے لوگو ہم نے تمہاری طرف ایسا ہی رسول تم پر نگران بنا کر بھیجا ہے جس طرح فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔

● — اللہ تعالیٰ نے آپ سے کلام کیا بلکہ وحی کا ایک ایک لفظ کلام اللہ کہلایا جس میں کسی قسم کی تشریحی ملاوٹ کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

چنانچہ لکھا ہے۔ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی (النجم ع)

● — آپؐ اپنا پیغام خدا کا نام لے کر پہنچاتے۔ چنانچہ قرآن شریف کی تمام صورتیں اسی آیت (بسم اللہ) سے شروع ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں آپؐ نے جتنے بادشاہوں کے نام تبلیغی خطوط لکھوائے ان سب کا آغاز بھی "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" سے ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کا نام لے لے کر کلام کرنے میں تمام انبیاء کے اندر آپ ہی منفرد و ممتاز ہیں۔

● — اب چونکہ آپ کی صداقت ثابت ہوچکی ہے اور آپ کا لایا ہوا مذہب اسلام سچا ثابت ہوچکا ہے اس لئے اب خدا تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہوچکا ہے کہ کوئی شخص خدا تعالیٰ کی محبت و رضامندی اس وقت تک حاصل نہیں کرسکتا جب تک کہ وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہ کرے (آل عمران ع؟)

جہاں تک معیار صداقت کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو پہلے ہی سے یہ بشارت دے دی کہ آپ کو اللہ تعالیٰ لوگوں کے حملوں سے محفوظ رکھے گا (مائدہ ع) اس کی وجہ سے دنیا بھر کی مخالفت کے باوجود آپ کے دشمن آپ کو قتل یا ہلاک کرنے میں کامیاب نہ ہوسکے۔

آپ کی پیشگوئیوں کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ ان کو حیطۂ تحریر میں لانا ممکن نہیں۔ اب تک آپؐ کی ہزاروں پیشگوئیاں پوری ہوچکی ہیں۔ ہو رہی ہیں اور آئندہ بھی ہوتی رہیں گی۔ تورات کی مذکورہ پیشگوئی کے مصداق ہونے کا دعویٰ حضرت موسیٰ سے حضرت عیسیٰؑ تک کسی نے نہیں کیا۔

تورات کی جس پیشگوئی کا اوپر ذکر و تجزیہ کیا گیا ہے وہ اپنی اصل حیثیت میں حضرت یسوع مسیح کے ظہور کے بعد بھی قائم تھی چنانچہ لکھا ہے۔

"موسیٰ نے کہا کہ خداوند خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک نبی پیدا کرے گا جو کچھ وہ تم سے کہے اس کی سننا اور یوں ہوگا کہ جو شخص اس نبی کی نہ سنے گا وہ اُمت میں سے نیست و نابود کردیا جائے گا" (اعمال ۳) اللہ تعالیٰ ہمارے عیسائی اور یہودی بھائیوں کو ان حقائق پر غور کرنے کی توفیق دے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عورتوں پر احسانات

از محترمہ امۃ المتین رضوانہ صاحبہ قادیان

اسلام سے قبل نوع انسانی کے اس نصف حصہ کے ساتھ دُنیا کا جو سلوک تھا وہ تاریخ کے صفحات پر اب بھی موجود ہے۔ مختلف قوموں کی تاریخ اور مختلف مذاہب کی روایات اور مذہبی احکام پر نظر ڈالنے سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ کسی قوم اور کسی مذہب نے بھی "عورت" کی وہ حیثیت قائم نہیں کی جس کی وہ مستحق تھی۔ اور جسے صرف رسول کریم صلعم کی پاک تعلیم نے قائم کیا ہے۔ آج جبکہ محمد رسول اللہ صلعم کی تعلیم کو دُنیا میں پھیلے ہوئے چودہ سو سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے تمام اہل مذاہب مسلمانوں کے دوش بدوش رہ کر اسلامی طرز معاشرت اور اسلامی تمدن کا مشاہدہ کر چکے ہیں۔ ہر مذہب اپنی جگہ پر عورت کو اعلیٰ حیثیت دینے کا مدعی ہے اور عملاً اس کی کوشش بھی کر رہا ہے لیکن اصلیت یہی ہے کہ یہ سب کچھ اسی رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے اثرات ہیں جس نے اب سے تیرہ سو سال قبل اس کمزور اور مظلوم جنس کی حمایت کی تھی ورنہ ان کی مذہبی کتابوں میں ایسی تعلیمات کا کہیں پتہ نہیں ہے۔

اسلام میں عورت کی حیثیت

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ عورت بھی خدا تعالےٰ کی ویسی ہی مخلوق ہے جیسے "مرد" انسانیت میں آپ کی بھی وہی حیثیت ہے جو مردوں کی ہے۔ اللہ تعالےٰ کی رضامندی اور اس کے قرب کو عورت بھی انہی شرائط کی پابندی کر کے حاصل کر سکتی ہے جو مردوں کے لئے ہیں۔ اس کے نیک اعمال بھی اللہ تعالےٰ کے نزدیک ویسے ہی مقبول ہیں جیسے مردوں کے ہیں۔ آپ نے فرمایا "جب عورت پانچ نمازیں پڑھے رمضان کے روزے رکھے اپنی عصمت کی حفاظت کرے اپنے خاوند کی اطاعت کرے تو وہ جنت کے کسی بھی دروازے سے داخل ہو سکتی ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے:-

وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ وَلَا یُظْلَمُوْنَ نَقِیْرًا ۝

یعنی جو نیک عمل کریں خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں پھر وہ مومن بھی ہوں وہ جنت میں داخل ہونگے اور ان پر ذرہ بھر بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ یعنی خدا تعالےٰ کا قرب اور اس کی رضامندی حاصل کرنے کا دروازہ دونوں پر برابر کھلا ہوا ہے جن نیکیوں کے کرنے اور جن عبادات کو بجالانے کا مردوں کو حکم دیا گیا ہے ان کا عورتوں کو بھی حکم ہے۔ جن برائیوں سے مردوں کو روکا گیا ہے انہی سے عورتوں کو بھی روکا گیا ہے نہ کسی نیکی اور عبادت سے عورتوں کو محروم رکھا گیا ہے نہ کسی پابندی سے مردوں کو آزاد کیا گیا ہے دونوں ہی کو نیک اعمال پر یکساں اجر ملنے کا وعدہ ہے بلکہ بعض موقعہ پر عورت کی فطری کمزوری کو مدّنظر رکھتے ہوئے احکام میں کچھ تخفیف کر دی گئی ہے جس کی تفصیل کی گنجائش نہیں:-

اسلام میں عورت کی وقعت کے متعلق غیر مسلموں کی رائے

فرانس کے مشہور مورخ اور علم النفس کے ماہر موسیو لیبان لکھتے ہیں۔

" اسلام ہی وہ پہلا مذہب ہے جس نے عورت کی حالت کو درست کیا اور اسلام سے پہلے دُنیا میں عورت کی حالت نہایت بدتر تھی۔ تمدن اسلام میں عورت کو مساوات کا درجہ دیا گیا تھا۔ چنانچہ ہمیشہ ہی مشرقی عورت مغربی عورت سے تعلیم و تربیّت میں فائق رہی"

ڈاکٹر ہیلی اپنی کتاب تاریخ سپین میں لکھتے ہیں۔

" عیسائیوں نے سپاہیانہ اخلاق میں عورت کے احترام کا ہنر ہسپانیہ کے مسلمانوں سے سیکھا۔ یہاں تک کہ میدان کارزار میں اد نےٰ سپاہی بھی معمولی عورت کے ساتھ عزت سے پیش آتا تھا اور مرد اپنی عورت کے ساتھ نہایت ہی اخلاق و الطاف سے پیش آتا اور ماں کی تعظیم تو پرستش کی حد تک ہوتی تھی"۔

۱۔ عورت بحیثیت ماں

ماں کی حیثیت سے عورت کی قریباً تمام قومیں عزت کرتی ہیں۔ لیکن اس بارے میں بھی رسول کریم صلعم کا ارشاد ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے آپؐ نے فرمایا "جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے" ماں کی فرمانبرداری اور خدمت گزاری اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کا باعث ہے۔ اور جنت سے قریب کرتی ہے۔ اسی طرح ماں کے ساتھ بدسلوکی اور بے ادبی کرنے سے خدا ناراض ہوتا ہے اور انسان خدا تعالےٰ کے انعامات سے دور ہو جاتا ہے اگرچہ اس کے اعمال اچھے بھی ہوں

والدین کے حقوق کی طرف قرآن کریم انسان کو ان الفاظ میں متوجہ کرتا ہے۔

وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ
اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ
الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآ اَوْ
کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ
اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا
وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا
کَرِیْمًا ۝ وَاخْفِضْ
لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ
مِنَ الرَّحْمَۃِ وَقُلْ
رَّبِّ ارْحَمْھُمَا
کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ۝

(بنی اسرائیل ع ۳)

یعنی ماں باپ سے اچھا سلوک کرو۔ اگر تیرے سامنے ان میں سے کوئی ایک (ماں یا باپ) یا دونوں بڑھاپے تک پہنچ جائیں تو ان سے اُف تک نہ کرنا اور نہ جھڑکنا۔ اور اُن سے نرمی سے بات کرنا اور مہربانی سے اور اپنی عاجزی کا بازو ان کے لئے جھکا دے اور دُعا کر اے میرے رب ان پر رحم کر جیسے ان دونوں نے مجھ پر رحم کر کے چھٹپنے میں مجھ کو پالا۔

۲۔ عورت بحیثیت بیوی

عورت کی سب سے زیادہ اہم لیکن ساتھ ہی سب سے زیادہ مظلومانہ حیثیت وہ ہے جو بیوی کے نام سے جانی جاتی ہے اسی وجہ سے صنف نازک کے محسن اعظم رسول کریم صلعم کو بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے لئے بہت زیادہ تاکید کرنی پڑی۔ آپؐ نے فرمایا۔

خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ (بخاری)

کہ تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ سلوک کرنے میں بہتر ہے اور میں اپنے اہل کے ساتھ سلوک کرنے میں تم سب سے بہتر ہوں۔

بیوی کے حقوق کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے۔ شوہروں پر بیویوں کے ویسے ہی حقوق ہیں۔ جیسے بیویوں پر شوہروں کے ہیں۔

۳۔ عورت بحیثیت بیٹی

رسول کریم صلعم نے نہ صرف دختر کشی کی وحشیانہ رسم کو قطعاً ممنوع قرار دیا۔ بلکہ آپ نے لڑکیوں کے ساتھ لطف و محبت سے پیش آنے کی تاکید فرمائی۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔ کیا میں تمہیں تلاؤں کہ اس سے بہتر کوئی خیرات نہیں ہوسکتی کہ تو اپنی لڑکی کی مدد اور خبر گیری کرے جبکہ وہ تیرے پاس آئی ہو اور سوائے تیرے اس دُنیا میں اس کا کوئی مددگار نہ ہو کس خوبی کے ساتھ آپ نے بتایا کہ اگر تمہاری لڑکی کسی وجہ سے قابل امداد ہوگئی ہو تو تم کو ضرور اُس کی مدد کرنی چاہیئے۔ ایسی حالت میں اس کی مدد کرنا بہترین نیکیوں میں سے ہے۔

عورت کے عام حقوق

رسول کریم صلعم نے فرمایا "عورت اور یتیم کے بارے میں خدا تعالےٰ سے ڈرو"۔ چونکہ یہ دونوں کمزور طبقہ ہیں۔ اس لئے آپؐ نے تاکید فرمائی کہ ان کی کمزوری کی وجہ سے ان کی حق تلفی نہ کرو۔ اور خدا سے ڈر کر ان کے حقوق ادا کرو اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو خدا تعالےٰ تم سے بازپرس فرمائے گا۔ الغرض آنحضرت صلعم نے عورت کے لئے وہ کچھ کیا جس سے زیادہ ممکن نہیں۔

اللھم صل علے محمد و اٰل محمد

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ـ رشیوں کی نظر میں

از چوہدری خورشید احمد پربھاکر۔ درویش قادیان

خدائے رحیم وکریم دنیا والوں کی ہدایت وراہنمائی کی خاطر ہر زمانے میں ہر قوم میں نبی رسول اور اوتار بھیجتا رہا ہے۔ "کیونکہ پرماتما کی مانند ہمدرد پریمی اور گنہگاروں کا بخشندہ دوسرا کوئی نہیں"۔
(گیتا ۴-۸-۹ حاشیہ۔ گورکھپور پریس)

پیکر رحمت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مختلف قوموں، انسانوں اور ملکوں میں آنے والے رسول مخصوص اور محدود الزمان تعلیمات لے کر مبعوث ہوتے رہے۔ لیکن جب اقوام عالم سوشل ارتقاء کے مدارج طے کرتی ہوئی کمال عروج کی طرف گامزن ہوئیں اور انسانوں کا ذہنی ارتقاء SATURATED MIND جملہ صلاحیتوں کے ساتھ نقطۂ عروج پر پہنچ گیا، تو دنیا ایک کنبہ کی سی صورت اختیار کر گئی۔ تب تمام اقوام عالم کے لئے ایک ہی قانون شریعت اور ایک ہی وسیع بھائی چارے
UNIVERSAL BROTHER HOOD
کی بنیاد عالمگیر کامل اور دائمی ضابطۂ حیات قرآن اور پیکر رحمۃ اللعالمین محمدؐ رسول کے ذریعہ ڈالی گئی۔

اس مجسّم رحمت اور ہمدرد خلائق عالم کی سیرت طیبہ ہندوؤں کی کتب مقدسہ میں ہندوؤں اور دیگر تمام انسانوں کو دعوت دے رہی ہے۔ کہ آؤ! دیشواز नराशंस CONSESTIONG. OF. ALL. MEN کہ جو سب کا سانجھا ہے قابلِ احترام ہے اسے قبول کرو"
(اتھروید کانڈ ۲۰ سوکت ۱۲۷ منتر ۱)

اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت رحمۃ اللعالمین کے اسم گرامی کا تذکرہ رگوید، یجروید، سام وید، اتھروید، بھوشیہ پوران اور اللو اپنشد میں پایا جاتا ہے۔ آپؐ کے اسماء میں آپؐ کی سیرت کا پہلو رحمۃ اللعالمین چاند کی مانند نور افشانی کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

مقدس کتب میں آپؐ کو محامد۔ محمدؐ۔ کا کارو کورم، نراشنس۔ مامح وغیرہ قابل صد احترام ناموں سے پکارا گیا ہے۔

کارو

(कारु ـ اتھروید کانڈ ۲۰ سوکت ۱۲۷ منتر ۱۱) بیحد قابل تعریف۔ پریکٹیکل ڈکشنری ۱۹۳۲ء الٰہ آباد۔ کارو NAME OF MOHAMMAD محمدؐ کا نام۔ یونیورسٹی ڈکشنری ۱۸۹۳ء۔ بیحد تعریف کرنے والا (احمدؐ) + ایک مُنی کا نام۔ کارو اور وشو کرما کے معنے شفاعت کرنے والا۔ پد چندر کوش زیر لفظ کارو +

مامح

(मामह، اتھروید کانڈ ۲۰ سوکت ۱۲۷ منتر ۳) بہت قابل ستائش۔ نور۔ پوجیہ۔ سدا آنند دینے والا۔ معظم۔ (پد چندر کوش صفحہ ۴۰۲، سنسکرت انگلش ڈکشنری صفحہ ۲۰۲، صفحہ ۳۷۸)

نراشنس नराशंस

حوالہ مذکور منتر ۱ بیحد تعریف کیا گیا انسان جس کی تعریف حدِ بیان سے باہر ہو PRAISED BY MEN + "لوگوں کے ذریعہ تعریف کیا گیا" "لوگوں کا محبوب" انگلش ڈکشنری صفحہ ۱۳۷ پنڈت وید پرکاش اُپادھیائے M.A ویدک سنسکرت لکھتے ہیں۔

"نراشنس سے مراد ظہور میں آنے والا وہ شخص ہے۔ جس کے بارے میں ویدوں میں پیشگوئی کی گئی ہے .... جو انسان بھی ہو اور جس کی تعریف بھی کی گئی ہو۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) انسان بھی تھے۔ لہٰذا ان میں آدمیت اور تعریف دونوں خصوصیات بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں .... نراشنس کا عربی مترادف لفظ محمدؐ ہے ......

اس طرح نراشنس اور محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک ہی شخصیت کا سنسکرت اور عربی نام ہے (نراشنس اور آخری رسول صفحہ ۱۴) یہ نام رگوید میں ۱۶ جگہ یجروید میں دس جگہ، اتھروید میں چار اور سام وید میں ایک جگہ آیا ہے۔ چاروں ویدوں میں کل ملاکر اکتیس بار نراشنس (محمدؐ) کا نام آیا ہے" (کتاب اب بھی اگر نہ جاگے تو ...... صفحہ ۱۳۲)

محمد۔ محامد

اللو اپنشد۔ بھوشیہ پوران پرتی سرگ ۳ پرو ۳، ادھیائے ۳ شلوک ۵ میں یہ نام آئے ہیں۔ یہ تسلیم شدہ حقیقت ہے۔ کہ دائمی تعریف صرف اسی کی قائم رہتی ہے۔ جو فی ذاتہٖ نافع الناس، نہایت رحمدل اور مخلوقِ خدا کا سچا ہمدرد رہا ہو۔

مادرِ مہربان

اتھروید کانڈ ۲۰ سوکت ۱۲۷ منتر ۷ میں نراشنس (محمدؐ) کو ایسا شہنشاہ بنایا گیا ہے جس کا دل مادرِ مہربان سے بھی زیادہ مہربان ہے۔ "وشو جنینیہ راجو"

विश्व जनीनस्य राजो

وہ بیحد قابلِ تعریف (نراشنس) دنیا بھر کے لوگوں سے مادرِ مہربان کی مانند طبعی الفت کرنے والا شاہ دوجہان ہے"۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جیسے عربی لفظ رِحم اور رَحم کا مادہ "جنین" ایک ہے۔ ویسے ہی سنسکرت لفظ جنینین، ("जनीनम") جنی (जनी) کا مادہ بھی ایک ہے ـ ماں کے دل میں رِحم (جنین) اور رَحم (जनीनम) کے تقاضے کی وجہ سے اپنے بچے سے طبعی اور حقیقی اور واقعۃً سچی محبت ہوتی ہے + اور یہ صفت حسنہ صفات موجبہ میں سے ہے۔ جو اپنے ممدوح (ماں) سے کبھی الگ نہیں ہو سکتی اور اس بے لوث محبت میں دنیا کی ملونی حرص وہوس کا شائبہ تک بھی نہیں ہو سکتا۔

حضرت نراشنس (محمد) کا دل ماں کے دل سے زیادہ محبت کا بحر بیکنار تھا۔ خداوند کریم نے آپ کے دل کی محبت کا انداز بتایا ہے۔ کہ ترجمہ: "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا تو اپنے آپ کو لوگوں کی ہمدردی میں غم کھا کھا کر ہلاک کر دے گا"
(سورہ کہف آیت ۷، الشعراء آیت ۴)

ترجمہ: ـ ہم نے تجھے دنیا والوں کی بھلائی کے لئے صرف اور صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے۔
(سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۸، صحیح مسلم۔ مشکوٰۃ۔ اخلاق النبی)

مسٹر آرتھر گلمن نے اپنی تصنیف میں لکھا ہے۔ کہ "محمدؐ کے خصائل نہایت پاکیزہ تھے۔ اور اخلاق نہایت اعلیٰ۔ وہ نہایت رحمدل پیغمبر تھے ...... فتح مکہ کے بعد جب ظالم سرداران قریش آپؐ کے سامنے لائے گئے، تو آپ نے کہا جو ظلم وستم تم نے مجھ پر اور میرے ساتھیوں پر کئے ہیں۔ میں ان کو معاف کرتا ہوں۔ جاؤ! تم سب آزاد ہو" (ہسٹری آف اسلام۔ از مسٹر آرتھر گلمن۔ بحوالہ برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول حصہ دوئم صفحہ ۵۸)

محبت، شفقت اور رحمدلی کا یہ نرالا ریکارڈ اقوام عالم کی راہنمائی کے لئے آج بھی تاریخ عالم میں جیسے کا تیسا موجود ہے۔

بے نظیر سخی

اتھروید کانڈ ۲۰ سوکت ۱۲۷ منتر ۱۱ میں حضرت محمدؐ مُنی کو کہا گیا ہے۔ کہ "اے کارو (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) میں تجھے ہر ایک قسم کی ہر ایک چیز (सर्व EVERYKIND. OF EVERY THING) سب کچھ پورا پورا اور مکمل طور پر اس کثرت سے دوں گا۔ کہ تو پرسن ہو جائے گا۔ سیر ہو جائے گا اور بس (बस) ہو جائے گا۔"

ایک وقت تھا کہ آپ معمولی اجرت پر لوگوں کی بکریوں کی نگہبانی کرتے تھے۔ اور پھر وہ دور بھی آیا۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے آپ کو الکوثر عطا فرمایا۔

انگوٹھیں اموال کی بہتات اور کثرت بھی شامل ہے۔ آپؐ نے تمام اموال غربا میں تقسیم کر دیئے ـــــ

حضرت انسؓ کی روایت کے مطابق "حضور تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ آپؐ کی سخاوت رمضان شریف میں تیز آندھی سے بھی زیادہ پر جوش ہو جایا کرتی تھی"۔ (صحیح بخاری باب حد الزنا) آپ فرمایا کرتے تھے کہ "میں تو صرف بانٹنے والا اور خازن ہوں۔ دیتا اللہ ہے" (صحیح بخاری باب بداء الوحی)

!! اتھرووید کانڈ ۲۰ سوکت ۱۲۷ منتر ۱۱ میں غربا کو خوشخبری دی گئی ہے۔ کہ انگوٹھیا نے والا شہنشاہ، بین الاقوامی روح رکھنے والا (UNIVERSAL SOUL पुरुषा) راہبر (GUIDE अटवी) خود دکھ سہارنے والا۔ ہزارہا کی خیرات کرنے والا (सहस्र दानिश) نہایت قابل، لوگوں کی اولاد کی مانند پالن پوشن کرنے والا (पुत्र · प्रजापत) تخت حکومت پر بیٹھا (सिंहासीन) ہے۔

تاریخی حقائق سے ثابت ہے کہ آپ شروع سے لیکر آخر تک۔ بادشاہ ہونے پر بھی تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ تمام عمر کسی کے سوال کرنے پر "نہیں" کا لفظ نہیں فرمایا۔
(صحیح بخاری باب بداء الوحی بحوالہ سیرت النبی حصہ اول مجلد دوئم ص ۲۴۵ طبع ۱۹۷۰ء از سید سلیمان ندوی)

شری مہر چند لدھیانوی کے قول کے مطابق:-
(بیحد تعریف کے قابل نراشنس محمد صلی اللہ علیہ وسلم) "محبت، شفقت، عفو اور رحم پر مبنی ایک نیا فاتح معاشرہ قائم کیا"
(بحوالہ دنیا کا ہادی اعظم ص ۴۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کا اجمالی ذکر مندرجہ ذیل کتب میں ملاحظہ ہو سکتا ہے۔ صحیح مسلم جامع ترمذی صحیح بخاری مسند احمد بن حنبل جلد ۳ ابوداؤد کتاب الادب حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی چند نمایاں خصوصیات اتھروید کانڈ ۲۰ سوکت ۱۲۷ منتر ۱ تا ۱۳ میں پائی

جاتی ہیں۔ ان منتروں میں آپ کے صفاتی نام نراشنس اور مامح آ گئے ہیں۔ منتر ۳ کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"اُس (خدا) نے مامح (मामह) رشی کو سونے کے سو دینار (शतं निष्कान्) دس ہار ۔۔۔ مالائیں، تین سو دوڑنے والے گھوڑے (अर्वतः) اور دس ہزار گائیں (गवाम्) دیں"

تمام مفسرین و مترجمین وید نے اسی سے ملتا جلتا ترجمہ کیا ہے جیسے پنڈت راجہ رام۔ پنڈت کھیم کرن وید بھاشی۔ مسٹر بلوم فیلڈ۔ پروفیسر گرفتھ۔ پنڈت وید پرکاش اپادھیائے اور دیگر مترجمین۔

سنسکرت لفظ "گو" (गो नाम गो) اسم جنس ہے۔ جو نر و مادہ (بیل و گائے) دونوں کے لئے بولا جاتا ہے۔ جیسے عربی لفظ بقرۃ۔ لغت کے لحاظ سے لفظ "گو" (गो) کے بہت سے معنے ہیں۔ مگر نفس مضمون کے مد نظر صرف دو قسم کے معانی کو اختیار کیا گیا ہے۔

۱۔ गोनाम۔ گونام (गौ) بیل کی طرح طاقتور۔ غضبناک۔ خوفناک ہلاکت کا مظہر۔ ناقابل شکست یعنی فاتح۔ استقلال کا مظہر۔ دشمنوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے والا۔ شعاعوں کی طرح تیز رو۔ برق رفتار۔ جیتنے کی خواہش رکھنے والا
(رگوید منڈل ۵ سوکت ۵۶ منتر ۳)
(" " ۱۰ " ۲۳ " ۱)
شت پتھ برہمن کانڈ ۵ پد پاٹھک ۔۔ برہمن ۔۔ کنڈ کا ۱۲)

۲۔ گونام۔ गाय گائے (गौ) صلح، اتفاق و اتحاد کی علامت انسانوں کی طرح مل جل کر محبت و پیار سے رہنے والے۔
(رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۴۲ منتر ۳)

نہایت تعریف والا۔ بہت مبارک "گائے والی" کی مانند محبت کرنے والی ہستی"
(رگوید منڈل ۱ سوکت ۲۳ منتر ۶)
(" " ۱ " ۱۶۵ " ۹)

محاورہ اور عرف عام میں گائے سے مراد نیک پارسا اور ہمدرد خلائق انسان سمجھے جاتے ہیں۔

مذکورہ منتر ۳ میں مہرشی مامح (محمدؐ) کو پرماتما کی طرف سے دس ہزار کی معین و مخصوص تعداد میں "گو" صفات کے مظہر اور جنگجو اور شجاع بہادروں کا لشکر عطا کئے جانے کا وعدہ دیا گیا ہے۔ جو اپنی صفات اوّل کے لحاظ سے دشمنوں پر بجلی گرانے والے۔ انہیں جڑ سے اکھاڑ پھینکنے والے۔ شجاع، بہادر۔ پُر رعب و پُر ہیبت۔ غضبناک، خوفناک، ہلاکت کے مظہر۔ ناقابل شکست اور بے مثال فاتح۔ برق رفتار، تیز گام، تیر انداز۔ استقلال کے پیکر۔ جیتنے کی خواہش رکھنے والے ہونگے۔

لیکن دوسری طرف اسی لشکر جرار کو گئو صفات کا مظہر قرار دیا گیا ہے۔ بے حد مبارک۔ بے حد محبت کرنے والا۔ دیوتا خصلت۔ قابل ستائش پیار، اتفاق و اتحاد سے مل جل کر رہنے والا۔ محافظ انسانیت و شرافت ماں کی مانند طبعی و بے لوث محبت کرنے والا۔ نیک و پارسا لوگوں کا گروہ

دس ہزار کے لشکر میں پائی جانے والی یہ دونوں بیحد متضاد صفات بیک وقت ظہور پذیر ہوئیں۔ قدرت کا عجب کرشمہ ہے کہ فتح مکہ کے موقعہ پر فاتح۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے دس ہزار صحابہ رضوان اللہ علیہم کے وجود میں لوگوں نے ان دو متضاد صفات کو ایک ہی وقت میں دیکھا اور خوب محسوس کیا۔ جبکہ یہ ناقابل تسخیر، غضبناک، لشکر نہایت فاتحانہ شان و شوکت کے ساتھ مکہ میں داخل ہوا (بخاری کتاب المغازی باب غزوہ فتح خرج فی رمضان من المدینہ ومعہ عشر الاف)

"فتح مکہ" ویدک رشی کے کشف کے پورا ہونے کا نہایت ہی نازک، مشکل اور پیچیدہ مرحلہ تھا۔ جبکہ پیشگوئی میں پنہاں "سراً دعوٰ" کے دونوں متضاد ۔۔ اوصاف کو دشمنوں نے بشدت محسوس کیا۔ جبکہ فاتح اور دشمن کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے والے منظم لشکر کی آنکھوں میں انتقام لینے کی آگ مدّت سے بھڑک رہی تھی۔ اور انکے دلوں میں انتقامی جذبات متلاطم طوفانی لہروں کی طرح امنڈ پڑے تھے

"مسلمانوں کے بدنصیب مخالف جانتے تھے۔ کہ وہ مروجہ قانون کے مطابق ضرور قتل کئے جائیں گے" (لالہ جگن ناتھ وکیل۔ الفضل ۲۸ مئی ۱۹۲۷ء)

اور قریب تھا کہ وہ بھیانک لشکر جذبات کی شدت کا مقابلہ نہ کر سکتا اور قابو میں آئے ہوئے اور قانوناً واجب القتل دشمن کے پرخچے اڑا دیتا۔ مگر بے مثال رحم دل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "لا تثریب علیکم الیوم" پر اس بے حد مبارک لشکر نے سر تسلیم خم کیا۔ اور رحمدلی اور شفقت کا ایسا حسین اور عبرت انگیز منظر پیش کیا۔ جو تاریخ عالم میں آج تک نایاب ہے۔

پیچیدہ مشکل کا حل

ویدک رشی کے مکاشفہ اور فتح مکہ کا اہم واقعہ نہایت پیچیدہ اور بظاہر ناقابل حل امر تھا۔ لیکن قرآن مجید نے اس کا حل پیش فرمایا ہے کہ

"مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ۔ (سورۃ فتح آیت ۳۰)

بیحد تعریف والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے فرستادہ ہیں۔ اور اس پر ایمان لانے والے اس کے ساتھی گئو صفات کے حامل بیحد مبارک ہیں وہ مخالفین کو تو بظاہر نہایت دہشت ناک، غضب ناک اور سخت گیر دکھائی دیتے ہیں لیکن در اصل وہ بباطن باہم نہایت محبت و شفقت سے پیش آتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کے حضور عاجزی و انکساری سے جھکنے والے ہیں۔ الغرض یہ دونوں (متضاد) صفات تورات و انجیل میں یعنی سابقہ کتب میں لکھی ہوئی ہیں۔

اتھروید اسلام سے بہت پہلے کی کتاب ہے۔ اس میں نراشنس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بشارات پائی جاتی ہیں۔ لہذا اتھروید بھی انجیل یا بشارت ہے۔

بتایا گیا ہے۔ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم بباطن دل کے حلیم و منکسر المزاج رحم کرنے والے۔ محبت کرنے والے اور فطرت صحیحہ کی جملہ صفات حسنہ کے حامل ہیں۔ ان میں ایسی صفات بھی موجود ہیں۔ جو بظاہر سختی پر دلالت کرتی ہیں۔

(باقی صفحہ ۲۶ پر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمنوں سے سلوک

از مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب صدر مجلس انصار اللہ بھارت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام نبوت عطا ہونے سے قبل صدوق وامین کے لقب سے مشہور تھے آپ کی دعوائے نبوت سے پہلی زندگی کو قرآن مجید نے آپ کی صداقت کے ثبوت میں پیش کیا ہے اس چالیس سالہ زندگی کے بارہ میں تاریخ اسلام کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ قریش پر ایک آزمائش کی گھڑی آتی ہے۔ خانہ کعبہ کی عمارت کو نقصان پہنچتا ہے۔ جسے نقصان پہنچنے کے بعد قریش نے اسے گرا کر از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ کیا جب قریش کعبہ کی تعمیر کرتے ہوئے حجر اسود کی جگہ پہنچے تو قبائل قریش کے اندر اس بات پر سخت جھگڑا ہوا۔ کہ کون قبیلہ اسے اس کی جگہ پر رکھے ہر قبیلہ اس عزت کو اپنے لئے چاہتا تھا۔ حتی کے لوگ لڑنے مرنے کو تیار ہو گئے اور زمانہ جاہلیت کے دستور کے مطابق ایک خون سے بھرے ہوئے پیالے میں انگلیاں ڈبو کر سب نے قسمیں کھائیں کہ لڑ کر مر جائیں گے۔ مگر اس عزت کو اپنے قبیلہ سے باہر نہ جانے دیں گے۔ اس جھگڑے کی وجہ سے تعمیر کا کام کئی دن بند رہا۔ آخر ابو امیہ بن مغیرہ نے تجویز پیش کی کہ

"جو شخص سب سے پہلے دروازے کے اندر آتا دکھائی دے۔ وہ اس بات میں حکم ہو کر فیصلہ کرے"

اللہ کی قدرت لوگوں کی آنکھیں جو اٹھیں۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ آپ کو دیکھ کر سب پکار اٹھے۔ امین۔ امین اور سب نے بالاتفاق کہا" کہ ہم سب آپ کے فیصلہ پر راضی ہیں" آپ نے اللہ تعالےٰ کی تائید و نصرت سے وہ فیصلہ فرمایا کہ سب سرداران قریش دنگ رہ گئے اور آفرین پکار اٹھے آپ نے ایک چادر لی اور اس پر حجر اسود کو رکھ دیا اور تمام قبائل قریش کے رؤساء کو اس چادر کے چاروں کونے پکڑوا دیئے اور چادر کے اٹھانے کا حکم دیا۔ چنانچہ سب نے مل کر چادر کو اٹھایا اور کسی کو بھی شکایت نہ رہی۔ یہ اللہ کی طرف سے تصویری زبان میں اس بات کی طرف اشارہ تھا۔ کہ عرب کے مختلف قبائل جو برسر پیکار تھے اس پاک وجود کے ذریعہ ایک مرکز پہ جمع ہوں گے۔ جب حجر اسود کی اصل جگہ کے محاذ میں چادر پہنچی تو آپ نے اپنے ہاتھوں سے اسے چادر پر سے اٹھا کر اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ یہ اللہ کی طرف سے اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ نبوت کی عمارت کے کونے کا پتھر" آپ کے وجود سے اپنی جگہ پر قائم ہو گا۔ جیسا کہ زبور ۱۱۸ آیت ۲۲ - ۲۳ میں پیشگوئی کی گئی تھی۔

یہ واقعہ بتاتا ہے کہ دعوائے نبوت سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقبول قوم وجود تھے۔ چنانچہ جب آپ پر وحی نازل ہوئی اور آپ نے فرمایا" لَقَدْ خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِىْ " اس حالت میں آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کی تسلی کے لئے آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لیجاتی ہیں۔ وہ آپ کی وحی کی تفصیل سننے کے بعد گواہی دیتے ہیں" کہ یہ وہی فرشتہ ہے جو موسیٰؑ پر وحی لاتا تھا۔ اے کاش مجھ میں طاقت ہوتی۔ اے کاش میں اس وقت تک زندہ رہوں جب تیری قوم تجھے وطن سے نکالے گی"۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حیران ہو کر پوچھا

" اَوَ مُخْرِجِيَّ هُمْ " کیا میری قوم مجھے نکال دے گی۔ ورقہ نے کہا۔ ہاں کوئی رسول نہیں آیا کہ اس کے ساتھ اس کی قوم نے عداوت نہ کی ہو۔ اور اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو تیری خوب مدد کروں گا۔ مگر ورقہ کو یہ دن دیکھنے نصیب نہ ہوئے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ہی اس کا انتقال ہو گیا۔ اس مضمون کی قرآن مجید سے بھی تصدیق ہوتی ہے جس کا مندرجہ ذیل آیت میں ذکر ہے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ۝

(الفرقان آیت ۳۲)

ترجمہ:۔ اور ہم نے اس طرح مجرموں میں سے سب نبیوں کے دشمن بنائے ہیں اور تیرا رب ہدایت دینے اور مدد کرنے کے لحاظ سے بالکل کافی ہے

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے " دعوت اسلام" شروع کی اور ایک پہاڑ پر چڑھ کر قریش کو جمع کیا اور ان سے دریافت کیا

" اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کی پچھلی وادی میں ایک بڑا لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ تو کیا تم میری بات مان لوگے۔ تو سب نے یک زبان ہو کر جواب دیا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ اِلَّا صِدْقًا"

(بخاری مسلم)

ہاں کیوں نہیں ہم نے تجھ کو ہمیشہ صادق پایا ہے یہی لوگ جو پیغام رسالت سننے سے پہلے اقرار کرتے ہیں۔ اعلان نبوت کے بعد راہِ فرار اختیار کرتے ہیں" یہ وہ لوگ تھے جن کا قرآن مجید کے ان الفاظ میں ذکر ہے " ظَهَرَ الْفَسَادُ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ" یعنی یہ لوگ ایسے گم گشتہ راہ تھے کہ طوفان ضلالت میں بہے جا رہے تھے۔ قرآن نے اس ضلالت کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ اس طرح ہے " ان کافروں کے اعمال کی کیفیت ان تاریکیوں جیسی ہے جو ایک گہرے سمندر پر چھائی ہوئی ہوتی ہیں۔ جس پر لہریں اٹھ رہی ہوتی ہیں اور ان لہروں پر اور لہریں اٹھ رہی ہوتی ہیں اور ان سب کے اوپر ایک بادل ہوتا ہے۔ یہ ایسی تاریکیاں ہوتی ہیں کہ ان میں سے بعض بعض کے اوپر چھائی ہوئی ہوتی ہیں۔ جب انسان اپنا ہاتھ نکالتا ہے تو باوجود کوشش کے اس کو دیکھ نہیں سکتا"

مختصر یہ کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دعوائے نبوت کے بعد ایک یتیم بے کس بے یار و مددگار ہونے کی حالت میں تنہا یہ کام شروع فرماتے ہیں اور اعلان نبوت کے بعد بمشکل ایک گھر کے افراد کی تعداد تک پہنچتے ہیں اس وقت سب وہ لوگ جو آپ کی تعریف میں قبل ازیں رطب اللسان ہوا کرتے تھے۔ یکسر بدل جاتے ہیں وہ نہ صرف بیگانہ۔ بلکہ دشمن اور خون کے پیاسے بن جاتے ہیں۔ آپ اکیلے تھے مگر آپ کے ساتھ خدا تھا۔ بالمقابل کیا اپنے کیا پرائے۔ کیا مشرکین اور کیا اہل کتاب مکہ سے نکل کر پوری دنیا میں آپ کی مخالفت پھیل جاتی ہے۔ سارا جہان دشمن بن جاتا ہے مگر یہ فرزند توحید پروانہ وار فریضۂ تبلیغ ادا کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ ساری مخلوق ہر طرح کی گمراہی بت پرستی شرک و کفر سے نجات پا کر صراط مستقیم اختیار کرے۔ اور جانتے تھے کہ ہدایت صرف خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اس کا ارشاد ہے وَمَاۤ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ یعنی خواہ تو کتنا ہی چاہے کہ سب لوگ ہدایت پا جائیں۔ اکثر لوگ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔ یہ قرآنی الفاظ " وَلَوْ حَرَصْتَ" آنحضرت صلعم کی فطرت مبارکہ کے ترجمان ہیں جن کا ذکر خدا تعالےٰ نے " حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ" میں بھی فرمایا ہے کہ یہ خدا تعالےٰ کے بندوں کی ہدایت کا اور انہیں فائدہ پہنچانے کا بحد حریص ہے۔ حرص جو اپنی ذات کے لئے ہو ایک مذموم فعل ہے۔ مگر آنحضرت صلعم کے لئے یہ مقام مدح میں بیان ہوا ہے کہ یہ مخلوق خدا کی ہدایت کا حریص ہے

فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ اور لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ اس کی تصدیق کرتی ہیں۔ آنحضور کو خدا تعالےٰ نے نرم دل۔ سراپا مجسم خیر۔ خلق عظیم کا اسوہ حسنہ رحمۃ اللعالمین اور رؤف الرحیم قرار دیتا ہے ایسے وجود کی شان [illegible] بعید ہے کہ وہ کسی کا دشمن ہو ہاں آپ کے سامنے قرآن مجید کی رہنمائی [illegible] لَكُمْ لِيَعْضٍ عَدُوٌّ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ۔ كُنْتُمْ اَعْدَآءً۔ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا وَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ کے مناظر تھے جنکی

اصلاح کے لئے آپ مامور تھے۔

آنحضرت صلعم کے ہجرت فرماجانے کے بعد سراقہ بن مالک ۱۰۰ اونٹوں کے انعام کے لالچ میں آپ کے تعاقب میں نکلتا ہے۔ وہ روایت کرتا ہے کہ اس نے دیکھا کہ حضرت ابوبکرؓ بار بار مڑ کر اس کی طرف دیکھتے ہیں۔ مگر آنحضرت صلعم نے ایک دفعہ بھی پیچھے کی طرف نہیں دیکھا۔ سراقہ نے قریب ہوکر سنا کہ آپ بڑے اطمینان کے ساتھ قرآن شریف کی آیات تلاوت فرماتے جاتے تھے جب سراقہ قریب پہنچا تو اچانک اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ نے عرب کی قدیم رسم کے مطابق اس موقعہ پر فوراً تیر نکال کر فال لی کہ اسے آگے بڑھنا چاہیئے یا نہیں فال نکلی کہ نہیں بڑھنا چاہیئے مگر ۱۰۰ اونٹ کا انعام تھا وہ نہ رکا۔ پھر ایڑ لگاکر پاس پہنچا۔ مگر پھر گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور اب کی دفعہ پیٹ تک دھنس گیا۔ اب سراقہ گھبرایا اور سمجھا کہ کوئی اور بات ہے۔ اس شخص کا ستارہ غروب ہونے والا نہیں بلکہ کسی دن اوج پر ہوگا۔ عاجزی کے ساتھ آپ کی طرف بڑھا اور عرض کیا میں آپ کے تعاقب میں آیا تھا۔ مگر واپس جاتا ہوں۔ مجھے آپ امن کی تحریر لکھ دیں اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ جو کوئی بھی مجھے واپسی پر راستہ میں تعاقب کرنے والا ملے گا۔ میں اسے پھیر دوں گا آپ کے ارشاد سے حضرت ابوبکرؓ کے خادم عامر بن فہیرہ نے اسے امن کی تحریر لکھ دی۔ جب وہ واپس لوٹنے لگا۔ آپ نے فرمایا سراقہ تیرا کیا حال ہوگا۔ جب تیرے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن ہوں گے۔ سراقہ نے حیران ہوکر پوچھا کسریٰ بن ہرمز (شاہنشاہ ایران) آپ نے فرمایا ہاں۔ سراقہ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں کہ کہاں وہ جنگل کا ایک غریب بدوی جسے شاید پیٹ بھر کر کھانا بھی نصیب نہ ہوتا ہوگا۔ اور کہاں کسریٰ شاہنشاہ ایران کے کنگن۔ مگر قدرت حق کا تماشا دیکھو کہ جب حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایران فتح ہوا اور کسریٰ کا خزانہ غنیمت میں مسلمانوں کے ہاتھ آیا تو کسریٰ کے کنگن بھی آئے حضرت عمرؓ نے سراقہ کو بلایا جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوچکا تھا اور اپنے سامنے اس کے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن پہنائے۔

جنگ بدر کے چند دن بعد عمیر بن وہب اور صفوان بن امیہ بن خلف جو دو اشر قریش میں سے تھے صحن کعبہ میں بیٹھے مقتولین بدر کا ماتم کر رہے تھے اچانک صفوان نے عمیر سے مخاطب ہوکر کہا "اب تو جینے کا مزا نہیں رہا" عمیر نے اشارہ تاڑا اور کہا۔ میں تو اپنی جان خطرہ میں ڈالنے کو تیار ہوں لیکن بچوں کا اور قرض کا خیال مجھے مانع ہو جاتا ہے ورنہ معمولی بات ہے مدینہ جاکر چپکے سے محمد (صلعم) کا خاتمہ کر آؤں۔ صفوان نے کہا کہ تمہارے قرض اور بچوں کا میں ذمہ دار ہوتا ہوں۔ تم ضرور جاؤ اور جس طرح بھی ہو یہ کام کر گذرو" غرض یہ تجویز پختہ ہوگئی۔ صفوان سے رخصت ہوکر عمیر اپنے گھر آیا اور ایک تلوار زہر میں بجھا کر مکہ سے نکل کھڑا ہوا۔ جب وہ مدینہ پہنچا تو حضرت عمرؓ جو ان باتوں میں بہت ہوشیار تھے اسے دیکھ کر خوف زدہ ہوگئے اور فوراً جاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ عمیر آیا ہے اور مجھے اس کے متعلق اطمینان نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسے میرے پاس لاؤ۔ حضرت عمرؓ اسے لینے کے لئے گئے۔ مگر جاتے ہوئے بعض صحابہؓ سے کہہ گئے کہ میں عمیر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملانے کے لئے لاتا ہوں۔ مگر مجھے اس کی حالت مشتبہ معلوم ہوتی ہے تم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر بیٹھ جاؤ اور چوکس رہو۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ عمیر کو ساتھ لئے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نے اسے نرمی سے اپنے پاس بٹھا کر پوچھا۔ کیوں عمیر کیسے آنا ہوا؟ عمیر نے کہا۔ میرا لڑکا آپ کے ہاتھ میں قید ہے۔ اسے چھڑانے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ تو پھر یہ تلوار کیوں حمائل کر رکھی ہے؟ اس نے کہا۔ آپ تلوار کا کیا کہتے ہیں بدر میں تلواروں نے کیا کام دیا۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں نہیں ٹھیک بات بتاؤ کہ کیسے آئے ہو" اس نے کہا بات وہی ہے جو میں کہہ چکا ہوں کہ بیٹے کو چھڑانے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا "اچھا تو گویا تم نے صفوان کے ساتھ مل کر صحن کعبہ میں کوئی سازش نہیں کی" عمیر سناٹے میں آگیا۔ مگر سنبھل کر بولا "نہیں میں نے تو کوئی سازش نہیں کی۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تم نے میرے قتل کا منصوبہ نہیں کیا۔ لیکن خدا تمہیں مجھ تک پہنچنے کی توفیق نہیں دے گا" عمیر ایک گہرے فکر میں پڑ گیا اور پھر بولا۔ آپ سچ کہتے ہیں ہم نے واقعی یہ سازش کی تھی۔ مگر معلوم ہوتا ہے خدا آپ کے ساتھ ہے جس نے آپ کو ہمارے ارادوں سے اطلاع دے دی۔ ورنہ جس وقت میری اور صفوان کی بات ہوئی تھی۔ اس وقت وہاں کوئی تیسرا شخص موجود نہیں تھا اور شاید خدا نے یہ تجویز میرے ایمان لانے کے لئے کروائی ہے اور میں سچے دل سے آپ پر ایمان لاتا ہوں۔ آپ عمیر کے اسلام سے خوش ہوئے اور صحابہ سے فرمایا۔ اب یہ تمہارا بھائی ہے اسے اسلام کی تعلیم سے آگاہ کرو اور اس کے قیدی کو چھوڑ دو۔ الغرض عمیر بن وہب مسلمان ہو گئے اور بہت جلد انہوں نے ایمان واخلاص میں ترقی کرلی اور بالآخر وہ نور صداقت کے اس قدر گرویدہ ہوئے کہ آنحضرت صلعم سے باصرار عرض کیا کہ مجھے مکہ جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں تاکہ میں وہاں کے لوگوں کو جاکر تبلیغ کروں۔ آنحضرت صلعم نے اجازت دی۔ اور عمیر نے مکہ پہنچ کر اپنے جوش تبلیغ سے کئی لوگوں کو خفیہ خفیہ مسلمان بنا لیا۔ صفوان جو دن رات آنحضرت صلعم کے قتل کی خبر سننے کا منتظر تھا اور قریش سے کہا کرتا تھا کہ اب تم ایک خوشخبری سننے کے لئے تیار رہو۔ اس نے جب یہ نظارہ دیکھا تو بے خود سا رہ گیا۔

(ابن ہشام وطبری)

فتح مکہ کے بعد سرزمین حجاز کے دشمنان اسلام نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا تھا کہ روز اول سے الٰہی تائید ونصرت کس شان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی جماعت کے شامل حال رہی دشمنان اسلام کی جو بھی مکر اور تدبیریں تھیں وہ ایک ایک کرکے ناکام ہوچکی تھیں۔ حتی کہ ہندہ نے یہ جانتے ہوئے کہ اس کا نام بھی ان چند معاندین میں سے ہے جو اہل اسلام پر خوفناک مظالم ڈھانے کے اعتبار سے معافی کے لائق نہیں تھے۔ وہ چھپ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت میں شریک ہوجاتی ہے۔ جب آپ نے مبایعین سے یہ عہد لیا کہ وہ شرک نہیں کریں گی تو وہ بول اٹھی کہ کیا ہم اب بھی شرک کریں گی جبکہ ہمارے تمام معبودان باطلہ خدائے واحد سے شکست کھا کر بری طرح ناکام ہوچکے ہیں۔ فتح مکہ کے موقعہ پر تمام معاندین جو دشمنی اور ظلم وستم میں تمام عرب میں لیڈری کے فرائض انجام دے رہے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ اور آپ ان سے دریافت فرماتے ہیں کہ بتاؤ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ وہ جانتے تھے کہ وہ کسی رحم کے مستحق نہیں ہیں اور یہ بھی جانتے تھے کہ وہ رحمۃ للعالمین کے سامنے کھڑے ہیں کہتے ہیں۔ آپ کریم ابن کریم ہیں۔ ہم آپ سے اسی سلوک کی توقع رکھتے ہیں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس موقعہ پر ایسا سلوک فرمانا جو پوری دنیا میں اپنی نظیر نہیں رکھتا آپ ہی سے مخصوص تھا۔ فرمایا لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ۔ جاؤ میں تمہیں کوئی سرزنش نہیں کرتا تم آزاد ہو۔ غرضیکہ سنگین مجرموں اور خونخوار دشمنوں کے جرائم کی سزا کی بجائے عفو عام کے اعلان سے اور دلوں کو فتح کرلینے والے احسان سے آپ نے ان کے دلوں کو جیت لیا اور ایسے دشمنوں کی بھاری تعداد اس عفو عام کے بعد آپ کی بے مثال فدائی بن گئی۔ یہ تھا اسلام کے دشمنوں کے ساتھ سلوک کا کرشمہ جو شہرۂ عالم بن کر دنیا میں ہمیشہ جگمگاتا رہے گا۔ غرض آپکی زندگی میں اور آپ کی وفات کے بعد جہاں جہاں عیسائیوں اور یہودیوں کے علاقوں میں اسلام پھیلا اور اسلامی حکومتیں قائم ہوئیں۔ آپ کے نقش قدم پر چلنے والوں نے اپنے بے مثال حسن واحسان کے نمونے سے غیر مسلموں کے دل جیتے۔

غرضیکہ ایک وقت وہ تھا کہ سارا جہان آپ کا دشمن تھا پھر ۲۳ سالہ تبلیغ کے بعد وہ وقت آپکی زندگی میں آیا کہ یہی لوگ جو آپکے دشمن اور خون کے پیاسے تھے ایمان لانے کے بعد ایسے مسخر ہوئے کہ جتنی شدت سے ان کے دلوں میں دشمنی تھی بغض وکینہ تھا۔ وہ سب محبت محمدیہ میں تبدیل ہوگیا

اللّٰھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد وبارک وسلم انک حمید مجید

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق

حضرت اویس قرنی اور امام مہدی علیہ السلام جن دو کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام

از مکرم سید فضل فہیم صاحب سونگھڑہ اڑیسہ

بھیج درود اُس محسن پر تو دن میں سو سو بار
پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار
(منظوم کلام حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ)

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ
فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

تم اگر خدا تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرو۔ پتہ چلا کہ دراصل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل محبت کرنے والے خدا سے محبت کرنے والے ہیں۔ عاشق معشوق کے لئے اپنا جان مال عزت وقت ہر چیز قربان کر دیتا ہے جیسا کہ خدا کے ولی لوگ خدا اور اُس کے رسول کے عشق میں فنا ہو جاتے ہیں تب خدا تعالیٰ انہیں پکارتا ہے۔

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ

خدا کے ولی کو کسی قسم کا خوف نہیں یہی حال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا حال اور دیگر اولیاء اللہ کا حال تھا خدا نے انہیں اپنی رضا کی خبر سے سرفراز کیا۔ جب ہم تاریخ اسلام کے اوراق کو دیکھتے اور غور و مطالعہ کرتے ہیں تب ہمیں لاکھوں ایسے عاشق صادق جانباز نظر آتے ہیں جو کہ اسلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جان مال عزت اولاد اور وقت کو قربان کر چکے ہیں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تو اپنا سب کچھ نذر کر بیٹھے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے انہیں رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے زمرہ میں شامل کر لیا۔ یعنی خدا اُن سے راضی اور وہ خدا سے راضی ہو گئے۔ اُن کا چلنا پھرنا اُٹھنا بیٹھنا سب رضائے الٰہی کے مطابق ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکباز صحبت میں رہنے والے صحبت یافتہ صحابہ کرام تھے۔ صحابہ کی صحبت میں رہنے والے تابعین اور دیگر اولیاء بھی کچھ کم نہ تھے اسلامی تاریخ میں ایک پاکباز ولی اللہ صاحب خارق بزرگ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی پر غور کیا جائے تو ایک عجیب اور نرالی شان کے بزرگ تھے۔

احادیث میں مذکور ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس لگی ہوئی تھی صحابہ رضوان اللہ علیہم بیٹھے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اس پاک مجلس میں شامل تھے راوی روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرن کی طرف سے مجھے بہشت کی خوشبو آ رہی ہے بعض روایت میں ہے خدا کی خوشبو آ رہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پتہ نہیں اویس کیسے حال میں ہے۔ حضرت فاروق رضی اللہ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے اویس قرنی کوئی معمولی انسان نہیں جبھی تو حضور نے اویس کا ذکر فرمایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیکر حضرت فاروقؓ نے اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو دیکھنے کے لئے سفر اختیار کیا۔ جانے سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر سے فرمایا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو میرا سلام پہنچانا۔ اویس حضرت عمر فاروقؓ قرن پہنچے دریافت پر پتہ چلا اویس رضی اللہ عنہ کا گھر یہ ہے۔ تب آپ نے حضرت اویس رضی اللہ عنہ کی ملاقات کی اور اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبت بھرا سلام پہنچایا اور کہنے لگے آپ کو حضور نے یاد فرمایا اور آپ کیوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کرنے نہیں جاتے؟ حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری ماں بہت بڑھیا ہو چکی ہے اس کی خدمت میں ہر وقت رہتا ہوں موقع نہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کر سکوں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ کے اونٹ وغیرہ کو چرانا اور چارہ دینا کس کے ذمہ ہے تب حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ خدا کے فرشتے اونٹ وغیرہ چرا دیتے ہیں اور چارہ دیتے ہیں۔

(دراصل فرشتہ صفت کے لوگ آپ کی تقویٰ و طہارت اور والدہ کی خدمت گزاری کو دیکھ کر اونٹ وغیرہ کو چرایا کرتے تھے۔) جنگ اُحد کا واقعہ ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ میں شدید زخمی ہوئے یہاں تک کہ بیہوش ہو کر گر پڑے اور آپ کے دانت شہید ہو گئے۔ جب یہ خبر قرن میں پہنچی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے بھی اپنا ایک دانت توڑ ڈالا اور کہنے لگے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت نہ رہا تب میرا دانت رہنے کا کیا فائدہ تاریخ میں آتا ہے کہ بعد دیگرے اپنے تمام دانت توڑ دیئے اور کہنے لگے پتہ نہیں میرے آقا کا کونسا دانت ٹوٹا ہو گا جب آقا کا دانت نہ رہا غلام کو دانت رہنا بے فائدہ۔ یہ تھا عشق رسول۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنے والوں کا عشق اور صحبت میں نہ رہنے والوں کا عشق۔ احادیث میں مذکور ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دو آدمیوں کو سلام پہنچایا ہے۔ ایک حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ اور دوسرا سلام حضرت امام مہدی علیہ السلام کو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق رسول بھی عجیب نرالی شان کا تھا اور بہت ہی کم انسان گزرے ہیں جو ایسا عشق رسول رکھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشق کا یہ حال ہے آپ ایک جگہ فرماتے ہیں:

خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمد است

چودہ سو سال سے ایسا عشق رسول کا عدیم المثال نمونہ کسی میں نہیں پایا گیا۔

عشق کا حال یہ تھا۔ آپ اپنی کتاب اربعین ۳ صفحہ ۱۷ میں فرماتے ہیں

اے دل تو نیز خاطر اینان نگاہ دار
کآخر کنند دعوئے حب پیمبرم

اے دل تو لوگوں پر جو اس وقت میری مخالفت کر رہے ہیں رحم کر آخر میرے آقا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے محبت کے دعویدار ہیں۔ اُمت محمدیہ کے بگڑے ہوئے وہ مسلمان جو آپ کو جھوٹے مقدمات میں اُلجھا رہے تھے غیر اقوام سے سازباز کر کے آپ کے خون کے پیاسے بن گئے اُن سے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا رحیم، ہمدردی اور محبت کا سلوک محض عشق محمدؐ ہی کی وجہ سے تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی تصنیف عربی عبارت آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۵ میں فرماتے ہیں

"خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں۔ اور خود میرے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھوں کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔ پس اے میرے آسمانی آقا! تو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما اور ہمیں ابتلاء عظیم سے نجات بخش۔"

غور طلب بات ہے جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام خاندانی رئیس تھے۔ آپ کی جدی جائیداد بھی کافی تھی۔ اپنے بڑے بھائی کی وفات کے بعد پوری جائیداد کے تنہا وارث تھے قادیان اور اس کے مضافات آپ کی جاگیر تھے۔ آپ چاہتے تو عام رئیسوں کی طرح بڑے ٹھاٹھ (باقی صفحہ ۲۶ پر)

پنجاب میں سیلاب اور جماعت احمدیہ کی بے لوث خدمت

از مکرم چوہدری محمد اکبر صاحب نائب ناظر امور عامہ قادیان ۔

گزشتہ ماہ شمالی ہندوستان کے صوبے خوفناک سیلاب کی لپیٹ میں آگئے ۔ صوبہ پنجاب کے اکثر دیہات اور شہر بھی اس کے زیر اثر آگئے ۔

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے نظارت احمدیت قادیان کو سیلاب زدگان کی بھرپور امداد کی ہدایت فرمائی اور ساتھ ہی فرمایا کہ امداد اور ریلیف کے معاملہ میں احمدی اور غیر احمدی کا کوئی فرق نہیں کرنا جس قدر احمدیوں پر خرچ ہو اتنا ہی غیر مسلموں پر خرچ ہو ۔ پیارے آقا کی ارشاد کی تعمیل میں صدر انجمن احمدیہ قادیان نے غیر مسلموں میں تقسیم ریلیف کے سلسلہ میں ایک جائزہ کمیٹی تشکیل دی جس کے مطابق

۱۔ خاکسار محمد اکبر نمائندہ ناظر امور عامہ و صدر کمیٹی ۲۔ مکرم مولوی تنویر احمد صاحب خادم نمائندہ ناظر دعوت و تبلیغ ممبر ۔ ۳۔ مکرم رشید الدین صاحب پاشا نمائندہ صدر مجلس خدام الاحمدیہ ممبر

مندرجہ بالا کمیٹی نے مورخہ ۱۶/۷ سے جائزہ کا کام شروع کر دیا ۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے دن رات محنت کر کے مورخہ ۲۶/۷ کو جائزہ و تقسیم اجناس کا کام مکمل کیا الحمد للہ ۔ تقسیم کے وقت دس بارہ خدام بھی کمیٹی کے ساتھ جاتے رہے تاکہ بوڑھے اور معذور لوگوں کا غلہ گاڑی سے اتار کر ان کے گھر تک پہنچایا جا سکے ۔

اب تک اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دو لاکھ چالیس ہزار روپے کا غلہ تقسیم کیا جا چکا ہے ۔ جس کے مطابق

۱۔ آٹا ۔ ۳۶۱۰ پیکٹ (ایک پیکٹ دس کلو)
۲۔ دال ۔ ۳۶۸۰ پیکٹ (ایک پیکٹ ایک کلو)
۳۔ نمک ۔ ۳۵۲۰ پیکٹ (" " ")

مندرجہ بالا پیکٹ قادیان اور گرد و نواح کے دیہات میں تقسیم کئے گئے جس کی تفصیل درج ذیل ہے ۔

۱۔ قادیان شہر ۱۴۱ سیٹ (نوٹ : ایک سیٹ میں ۱۰ کلو آٹا ایک کلو دال اور ایک کلو نمک شامل ہے)
۲۔ ترکھانہ والی ۶۰ سیٹ
۳۔ رجادہ ۹۷ سیٹ
۴۔ رام پورہ ۹۲ سیٹ
۵۔ بھگت پورہ کیمپ ۵۶ سیٹ
۶۔ بھگت پورہ رب والا ۶۵ سیٹ
۷۔ ناتھ پورہ ۱۰۳ سیٹ
۸۔ چھوٹا ننگل ۶۰ سیٹ
۹۔ بڑا ننگل ۳۵ سیٹ
۱۰۔ بھینی بانگر ۱۱۸ سیٹ
۱۱۔ تغلوالہ ۱۰۶ سیٹ
۱۲۔ ڈلہ ۱۲۱ سیٹ
۱۳۔ کوٹلی سورت ملی ۹۳ سیٹ
۱۴۔ چیچہ ۵۸ سیٹ
۱۵۔ دھندے ۴۴ سیٹ
۱۶۔ لیل کلاں ۱۱۹ سیٹ
۱۷۔ کاہلوں ۱۲۴ سیٹ
۱۸۔ ٹھیکہ ۹۶ سیٹ
۱۹۔ سدارنگپور ۸۵ سیٹ
۲۰۔ پنڈوری ۱۰۲ سیٹ
۲۱۔ بھگوان ۹۱ سیٹ
۲۲۔ کھارا ۷۰ سیٹ
۲۳۔ مالیہ بڑا ۳۰ سیٹ
۲۴۔ ڈالیہ چھوٹا ۴۰ سیٹ
۲۵۔ نت ۷۸ سیٹ
۲۶۔ سوکلاں ۱۲۰ سیٹ
۲۷۔ تتلہ ۸۵ سیٹ
۲۸۔ سیکھواں ۱۸۷ سیٹ
۲۹۔ بٹر کلاں ۸۶ سیٹ
۳۰۔ بسرا ۳۴ سیٹ
۳۱۔ تھوخیرہ ۶۰ سیٹ
۳۲۔ گوکل پورہ ۵۰ سیٹ
۳۳۔ مضافات قادیان کے احمدیوں میں ۱۵۰ سیٹ
۳۴۔ مختلف مقامات کے گجروں میں ۴۰ سیٹ

کل ۲۵۸۰ سیٹ

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قادیان اور گرد و نواح کے گوردواروں مندروں اور گرجوں (آبادی باریاں) دی گئیں کیونکہ سیلاب کے باعث بعض عبادت گاہوں کی دریاں خراب ہو گئی تھیں ایک دری کی قیمت پانچ صد روپے ہے اس حساب سے کل بتیس ہزار (۳۲۰۰۰/-) روپے اخراجات ہوئے ۔ جو رقم خرچ ہوئی کل تفصیل :

کل مبلغ ۲،۸۰۰۰۰ روپے (دو لاکھ اسی ہزار)
رقم اجناس جو تقسیم کیا گیا ۲،۴۰۰۰۰/- روپے
رقم دریاں عبادت گاہوں کیلئے ۳۲۰۰۰/- "
متفرق اخراجات ۸۰۰۰/-

کل خرچ ۲،۸۰۰۰۰/- روپے

اس کے علاوہ مکانات کا جائزہ بھی لیا گیا ہے انشاء اللہ جائزہ مکمل ہونے پر ان مکانات کی مرمت و تعمیر کے بارہ میں غور کیا جائے گا کیونکہ جن مکانات کا کمیٹی نے جائزہ لیا ہے اُن میں سے بعض مکانات انہوں نے از خود تعمیر کر لئے ہیں ۔ بعض ایسے ہیں جو اپنی تنگ دستی کے باعث ابھی تک گوردواروں ۔ اسکولوں اور دیگر مقامات پر پناہ لئے ہوئے ہیں اور وہی امداد کے مستحق ہیں ۔

تاثرات

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے غلہ کی تقسیم کے وقت غرباء اور گاؤں کے دیگر افراد بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو دعائیں دے رہے تھے کہ واہگورو مرزا صاحب کا بھلا کرے ۔ بعض دوست کہتے کہ واہگورو حضور کا بھلا کرے اُن کو لمبی زندگی عطا کرے کہ انہوں نے ہماری طرف توجہ کی ہمارے گھر میں شام کا آٹا بھی نہیں تھا بعض بیوہ عورتیں یہ کہتے کہتے رو پڑتیں ہر گاؤں میں یہی تھا ۔ غیر مسلموں کی زبانی جماعت کی تعریف کا ذکر سننے کو ملتا ۔

• ایک دوست نے بتایا کہ جس وقت آپ لوگ ریلوے روڈ پر غلہ تقسیم کر کے واپس گئے تو لوگ آپس میں جماعت کا ذکر کرنے لگے بعض دوستوں نے کہا کہ احمدیوں کے اخلاق ایسے ہیں کہ دل چاہتا ہے احمدی ہو جائیں ۔

• جس وقت ہم لوگ موضع رام پورہ میں غلہ تقسیم کر کے واپس لوٹ رہے تھے تو ایک جاٹ سکھ سنگھ نامی بھاگ کر سامنے آیا اور کہنے لگا کہ میرے دل میں احمدیوں کی محبت ہے

• موضع بٹر کلاں میں سرپنچ صاحب نے گوردوارہ میں اعلان کر کے تمام گاؤں والوں کو جمع کیا جب سب لوگ جمع ہو گئے تو سرپنچ صاحب نے ایک مختصر تقریر کی جس میں آپ نے کہا کہ جماعت احمدیہ آج ہماری خدمت کے لئے یہاں آئی ہے ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں ۔ یہ جماعت ایک انٹرنیشنل جماعت ہے اور ساری دنیا میں بڑی تیزی سے ترقی کر رہی ہے اور ان کی ترقی کی وجہ بھی ہے کہ یہ انسانیت سے بلا تفریق مذہب و ملت گہری ہمدردی رکھتے ہیں ۔ آج یہ ہمارے پاس آئے ہیں صرف یہ بتانے کے لئے کہ ہم آپ کے ہمدرد ہیں اور ہم آپ کے دُکھ میں برابر کے شریک ہیں ۔ ان لوگوں کے ہم ممنون احسان ہیں کہ گورنمنٹ ابھی تک ہماری مدد کے لئے نہیں آئی یہ لوگ پہنچ چکے ہیں ۔ واہگورو ان کا بھلا کرے

• سیکھواں میں غلہ کی تقسیم سے قبل علاقہ کے مانے ہوئے لیڈر اکالی دل کے نائب صدر اور ایم ۔ ایل ۔ اے مکرم اجاگر سنگھ صاحب سیکھواں کی بیوہ نے کہا کہ اس سیلاب سے دنیا کو بہت نقصان ہوا ہے مگر آپ کی جماعت کو فائدہ ہوا ہے کہ آپ نے غریبوں کی سیوا کر لی ۔

• موضع تتلہ میں ہمارے احمدی دوست مکرم منور احمد صاحب کا ڈاکٹر انتظار میڈیکل پریکٹس کرتے ہیں موصوف نے بتایا کہ آپ کے غلہ تقسیم کر کے جانے کے بعد گاؤں کے سرپنچ صاحب اور دیگر سکھ دوست جماعت کی بے حد تعریف کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے ۔

تھے کہ جماعت نے وہ کام کر دکھایا ہے جو گورنمنٹ سے بھی نہیں ہو سکا

•۔ ڈاکٹر دلوان چندر بھگت سوشل ورکر نے کہا کہ اور جماعتوں نے بھی چیف منسٹر فنڈ میں رقمیں دی ہیں مگر جماعت کے کام سے بہت خوش ہوں کہ جماعت نے غرباء کے منہ میں کھانا ڈالا ہے۔

•۔ قادیان اور دیہاتوں میں ہر زبان پر یہ بات تھی کہ جماعت کی بڑی بہادری ہے اس جماعت نے وہ کام کیا ہے جو اس علاقہ میں کسی نے بھی نہیں کیا اس لئے اس جماعت کو جس قدر شاباش دیں کم ہے۔ عام طور پر یہ ہوا کہ جہاں ہم لوگ غلہ تقسیم کر رہے تھے وہاں گورنمنٹ کے نمائندگان ابھی جائزہ ہی لے رہے تھے۔

•۔ موضع بھگت پورہ رب والا میں ایک دو بزرگوں نے جن کی عمر اسی سال کے قریب تھی بتایا کہ اس گاؤں کا نام رب والا اس لئے پڑا ہے کیونکہ اس کو رب قادیان نے بسایا تھا وہ مرزا صاحب کا بہت مخالف تھا۔ ہم نے ان بزرگوں سے پوچھا کہ اس رب قادیان کی کوئی نسل اس گاؤں میں ہے تو انہوں نے بتایا کہ نہیں اس کی اولاد نہیں ہوئی اس نے ایک متبنیٰ رکھا تھا جو ہالہ میں تھا سنا ہے وہ بھی پاگل ہو گیا ہے۔

اس رب قادیان کے گاؤں میں مسیح موعودؑ کے غلام آج غلہ تقسیم کر رہے تھے اور مخالف کا کہیں نشان نظر نہیں آتا تھا۔

•۔ ہر گاؤں میں تقسیم اجناس سے قبل اجتماعی دعا کروائی جاتی رہی جس میں خدا کے فضل سے گاؤں کے اکثر غیر مسلم دوست بھی شامل ہوتے رہے۔ بعض دوست دعا کے دوران یہ کہتے کہ یہ لوگ یہ دعا کر رہے ہیں کہ یا خدا ہمارا دان قبول ہو۔ ہر گاؤں میں سرپنچ صاحب کو ہی یہ کہا جاتا کہ آپ کسی غریب کو پہلی تھیلی آٹے کی دے کر بسم اللہ کریں۔ بعض دیہاتوں کے گوردواروں کے لنگر کے لئے بھی آٹا اور دال دی گئی۔ جس کا خدا کے فضل سے بہت ہی اچھا اثر رہا

•۔ مقامی بلدیہ کے کلرک مکرم سہزندر کمار نے ایک دن دفتر میں برملا اس بات کا اظہار کیا کہ :۔

" دھن بڑے مرزا صاحب کا لنگر جس نے اس مصیبت کی گھڑی میں لوگوں کو کھانا پہنچایا۔"

•۔ مکرم جیتندر پال عرف جاگا نے کہا کہ ایک روز شہر کے تین ۔ ۴ صاحبان بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ جماعت نے وہ کام کر دیا ہے جو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری مساعی کو قبول فرمائے اور اس کے بہتر نتائج برآمد فرمائے آمین :

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی مسجد میں آکر پیشاب کرنے لگا۔ لوگ اُسے مارنے کے لئے دوڑے۔ آپؐ نے انہیں روکا۔ اور فرمایا اس کا پیشاب بند مت کرو۔ اُسے پیشاب کر لینے دو۔ جب وہ کھڑا ہوا تو آپ نے پانی کا ڈول منگوا کر اس جگہ بہا دیا۔ اور اس کو نرمی سے سمجھایا کہ مسجد میں خدا کی عبادت کرنے کی جگہ ہیں۔ یہاں پیشاب کرنا اور کوڑا کرکٹ ڈالنا منع ہے۔

اہل طائف جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت بے عزت اور لہو لہان کر کے اپنے شہر سے نکال دیا تھا۔ ایک مرتبہ ان کا ایک وفد آپ سے ملاقات کے لئے آیا تو آپ نے نہایت خندہ پیشانی سے اُن کو مسجد نبوی میں ٹھہرایا اور مہمان نوازی کا حق ادا فرمایا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ حضور یہ تو مشرک ہیں کیا انہیں مسجد میں ٹھہرانا درست ہوگا۔ تو آپ نے فرمایا وہ ہمارے مہمان ہیں۔ ان کا اکرام واجب ہے مشرکوں کے نجس ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ ان سے نفرت کی جائے بلکہ اُن کے اذکار و خیالات اور روح سے متعلق ایسا کہا گیا ہے۔ ورنہ بحیثیت انسان وہ ہماری طرح ہی ہیں۔

پھر فتح مکہ کے موقعہ پر اپنے بدترین دشمنوں کو آپؐ نے جس رنگ میں بغیر کسی تفریق اور شرط کے عفو عام کا مژدہ سنایا وہ بھی آپ کی بے نظیر رواداری کا لامثال نمونہ ہے یہی آپ کی وہ اعلیٰ رواداری اور فراخدلی کی تعلیم اور عملی نمونہ ہے کہ جس نے نہ صرف عربوں کے دل فتح کر لئے تھے بلکہ دنیا کے ہر ملک میں آپؐ کے جاں نثار پیدا ہو گئے۔ اور اسی اسلامی رواداری اور وسعت قلبی کی تعلیم سے متاثر ہو کر ہندوستان کے لیڈر گاندھی جی نے ہندو بھائیوں کو یہ نصیحت کی کہ :۔

" اسلام سچا مذہب ہے ہندوؤں کو چاہیئے کہ وہ نیک نیتی سے اس کا مطالعہ کریں وہ بھی اسلام سے ایسی ہی محبت کریں گے جس طرح کہ میں کرتا ہوں۔ اگر ہندو اپنی حالت درست کر لیں تو مجھے یقین ہے کہ اسلام ایسے مناظر پیش کرے گا جو اس کی قدیم فراخدلی کی روایات کے شایان شان ہوں گے۔

(سیاست ۹ جون ۱۹۲۴ء)

ٹائٹل سرورق لٹھو کر کے چوہدری رشید احمد صاحب پریس سیکرٹری مدیر اعلیٰ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل اور چوہدری محمد اکبر صاحب نائب ناظر امور عامہ قادیان۔ (ادارہ)

مخلص خادم سلسلہ اور جید عالم دین

محترم مولانا غلام باری صاحب سیف انتقال فرما گئے

ربوہ ۔ احباب کو دلی افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ جماعت احمدیہ کے مخلص خادم اور عالم دین، محترم مولانا غلام باری صاحب سیف ۱۳ر جولائی کو ربوہ میں بعمر ۷۳ سال انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

محترم مولانا صاحب نے جو بہترین مقرر اور کئی کتابوں کے مصنف تھے قادیان میں جامعہ احمدیہ سے دینی تعلیم حاصل کی تھی۔ آپ جامعہ احمدیہ ربوہ میں پہلے پروفیسر رہے۔ اور پھر وائس پرنسپل بھی رہے۔ عموماً سیرت کے موضوع پر ایسی روانی اور جذب و اثر سے تقریر فرماتے تھے کہ مجمع کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے تھے۔ آپ کی یادگار کتب میں " محمد صلی اللہ علیہ وسلم " " دو بھائی " " احادیث الاخلاق " " روشن ستارے " " سیرت حضرت عمر فاروقؓ " " منکرین احادیث کے اعتراضات کے جوابات " قابل ذکر ہیں۔

مولانا صاحب کو ۱۹۸۸ء میں دل کی تکلیف شروع ہوئی سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی ہدایت پر آپ ۱۹۹۲ء میں لندن تشریف لے گئے جہاں ان کا دل کا بائی پاس اپریشن ہوا جس کے بعد صحت یاب ہو کر آپ ربوہ تشریف لے گئے۔ ۱۴ر جولائی کو محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد نے مسجد مبارک ربوہ میں نماز جنازہ پڑھائی۔ اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل سے نواز ے آمین :

رواداری کی بے نظیر تعلیم ۔ بقیہ صفحہ ۱۶

بڑا سخی تھا۔ وہ غریبوں کی مدد کرتا تھا بھوکوں کو کھانا کھلاتا تھا۔ ننگوں کو کپڑے پہناتا تھا۔ یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری کرتا تھا۔ پس آپ ہم کو رہا کر دیں۔ اور دوسرے قبیلوں کو ہم پر ہنسی کا موقعہ نہ دیں۔ آپؐ نے یہ سن کر فرمایا کہ تیرا باپ نیک اخلاق رکھتا تھا اور خدا بھی اچھے اخلاق کو دوست رکھتا ہے۔ لہٰذا جاؤ تم کو رہا کیا۔ اس پر ایک صحابیؓ نے کہا یا رسول اللہ کیا خدا اچھے اخلاق کو دوست رکھتا ہے آپ نے فرمایا ہاں

خدا کی قسم کوئی شخص جنت میں داخل نہیں ہو سکتا جب تک اُس کے اخلاق اچھے نہ ہوں۔ گویا آپ نے اپنے اس عملی نمونہ سے یہ واضح کر دیا کہ غیر قوموں کے افراد کے اخلاق حسنہ کا اعتراف کر کے اُن کا احترام قائم کرنا چاہیئے۔

علاوہ ازیں ہر قوم میں نادان لوگ بھی ہوتے ہیں خصوصاً دیہاتی لوگ۔ اُن سے بھی آپ نے رواداری اور نرمی کا سلوک کرنے کی تعلیم دی۔ بخاری شریف میں حضرت

بقیہ صفحہ ۲۰

مگر وہ دل کی سختی نہیں ، سنگدلی مراد نہیں ۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ ۔
(۱) وہ توحید کے علمبردار ہونے کے سبب شرک زدہ جو اس زمانے میں اور اب بھی ہمارے دیش میں عام ہے ۔ دوسروں کا اثر قبول نہیں کرتے بلکہ اپنا اثر ان پر ڈالتے ہیں
(۲) وہ دوسروں کے اوصاف بیرحمی ظلم اور سنگدلی سے متاثر نہیں ہوتے ، بلکہ ایسے لوگوں پر احسانات اور دلی محبت کے بے لوث اثرات ڈالتے ہیں ۔ ایسے اخلاق رذیہ بر عمل لانے میں وہ سختی اور مستقل مزاجی سے کام لینے والے ہیں ۔
اتھرو وید نے سنسکرت لفظ "گو" میں نراشنس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور انعام ملنے والے دس ہزار صحابہ رضوان اللہ علیہم کی دونوں صفات بیان کی ہیں
اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد

بقیہ صفحہ نمبر ۲۳

کے ساتھ اپنی زندگی گزار سکتے تھے ۔ لیکن محبت الہٰی اور عشق رسول ؐ میں آپؑ ایسے بے خود ہوئے کہ اپنے آقا و مطاع حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ کے مطابق دنیوی عیش و آرام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے در کی گدائی اور غلامی کو ترجیح دی ۔
آپ علیہ السلام نے اپنا سب کچھ خدمت اسلام کے لئے داؤ پر لگا دیا ہر قسم کی ایذاء سہی ۔ دکھ جھیلے ۔ اپنوں اور بیگانوں کی گالیاں کھائیں ۔ یہ سب آپ نے کس کے لئے کیا ؟ صرف اور صرف ناموس مصطفےٰ اور عشق محمد ؐ کے لئے ۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں ۔
کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غم ملت میں رکھایا ہم نے
تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمد ؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے
حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی عشق کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت ؐ کی آل و اولاد اور صحابہؓ کے ساتھ بے پناہ محبت تھی ۔ چنانچہ ایک دفعہ محرم کے مہینے میں آپ نے اپنے بعض بچوں کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا " آؤ میں تمہیں محرم کی کہانی سناؤں ۔ پھر آپ نے بڑے درد ناک انداز میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعات سنائے آپ یہ واقعات سناتے جاتے تھے آپؑ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے آپؑ اپنی انگلیوں کی پوروں سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے یہ درد ناک کہانی ختم کرنے کے بعد آپ نے بڑے کرب کے ساتھ فرمایا ۔
یزید پلید نے یہ ظلم ہمارے نبی ؐ کے نواسے پر کروایا ۔ مگر خدا نے ان ظالموں کو بہت جلد اپنے عذاب میں پکڑ لیا ۔ اس وقت آپ پر عجیب کیفیت طاری تھی ۔ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشے کی المناک شہادت کے تصور سے آپؑ کا دل بہت بے چین ہو رہا تھا ۔ اور یہ سب کچھ رسول پاک ؐ کے عشق کی وجہ سے تھا
(روایت حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ)
حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دفعہ بڑی بے قراری کے عالم میں حضرت حسان بن ثابت کے اشعار پڑھ رہے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے ۔ حضور علیہ السلام کے ایک صحابی نے آپؑ سے رونے کی وجہ دریافت کی ۔ آپؑ نے فرمایا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر حضرت حسان بن ثابت عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ اُحَاذِرُ
" اے محمد رسول اللہ ! تو تو میری آنکھ کی پتلی تھا ۔ آج تیرے مرنے سے میری آنکھیں اندھی ہو گئیں اب تیرے مرنے کے بعد کوئی مرے ۔ میرا باپ مرے ۔ میرا بھائی مرے ۔ میرا بیٹا مرے ۔ میری بیوی مرے ۔ مجھے ان میں سے کسی کی موت کی پروا نہیں ۔ بس تو تیری موت سے ڈرتا تھا
حضور علیہ السلام نے فرمایا کاش کہ یہ اشعار میری زبان سے نکلے ہوتے ۔
(روایت حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ)
آخر میں ہم دعا کرتے ہیں اے خدا ہمیں بلکہ ہمیں بھی اپنے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا عاشق بنا (آمین)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کی خریداری کے متعلق

اعلان

عالمگیر جماعت احمدیہ کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ہفت روزہ انٹرنیشنل "الفضل" لندن سے جاری ہو گیا ہے ۔ پہلا شمارہ احباب کو امراء کے ذریعہ بطور تحفہ پیش کر دیا ہے ۔ احباب مضامین / غزلیں / نظمیں / رپورٹس کا کر دگی ارسال فرمائیں ۔

سالانہ خریداری کا ریٹ درج ذیل ہے :۔
یورپ کے ممالک = ۲۷ پونڈ سالانہ
امریکہ ۔ کینیڈا ۔ پاکستان ۔ ہندوستان بنگلہ دیش ۔ اور ایشیا کے ممالک } ۲۶ پونڈ سالانہ

رشید احمد چوہدری
مدیر اعلیٰ الفضل انٹرنیشنل لندن

قادیان میں یوم آزادی کی تقریب

قادیان ۔ مقامی میونسپل کمیٹی کی گراؤنڈ میں یوم آزادی کی تقریب پورے جوش اور قومی جذبہ کے ساتھ منائی گئی ۔ اس تقریب میں قومی جذبہ سے سرشار نواحی دیہاتوں اور شہر سے سینکڑوں افراد جن میں جماعت احمدیہ کے افراد بھی شامل تھے شریک ہوئے ۔ دیگر معززین کے علاوہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت رونق افروز تھے آپ کے ساتھ مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی ناظر امور عامہ ۔ مکرم خان فضل الہٰی صاحب درویش نائب ناظر امور عامہ (ریٹائرڈ) اور مکرم چوہدری محمد اکبر صاحب مکرم چوہدری محمد لطیف صاحب نائب ناظران امور عامہ بھی سٹیج پر موجود تھے ۔
پروگرام کے مطابق دس بجے سردار ترپت راجندر سنگھ صاحب باجوہ M.L.A تشریف لائے آپ نے قومی جھنڈا لہرایا گارڈ کی سلامی لی اس موقع پر قومی ترانہ پیش کیا گیا ۔ اس کے بعد پنجاب میں چل رہی شجر کاری کی مہم کے سلسلہ میں کمیٹی کے احاطہ میں شری ترپت صاحب M.L.A نے پودا لگایا اور آپ نے محترم صاحبزادہ صاحب سے بھی ایک پودا لگانے کی درخواست کی اور محترم موصوف نے پودا نصب فرمایا ۔
سکول کے پیارے بچوں نے جو مختلف رنگوں کے لباس میں DRESS UP ہو کر آئے تھے قومی یکجہتی اور حب الوطنی کے گیت سنائے اسی طرح ریڈیو ، ٹی وی آرٹسٹوں نے بھی سامعین کو اپنے پروگرام سے محظوظ کیا ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت نے اپنی تقریر میں اس قومی دن کی اہمیت غرض و غایت پر روشنی ڈالی اور قومی یکجہتی پر زور دیا ۔ آپ نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے حالیہ سیلاب سے متاثرہ غیر مسلم بھائیوں کی جماعت احمدیہ کی طرف سے دی گئی ریلیف کا ذکر تفصیلاً فرمایا اس بات کا ذکر بھی فرمایا کہ حضور انور سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے تاکیداً ارشاد فرمایا کہ جس قدر امداد سیلاب سے متاثرہ احمدیوں کی کی جائے اسی قدر غیر مسلم بھائیوں کی بھی ہونی چاہیئے ۔ آپ نے آپسی منافرت پھیلانے کی بجائے باہمی پیار و اخوت پھیلانے پر توجہ مرکوز کرائی ۔ اور یہ بھی فرمایا کہ محض رضائے الہٰی کی خاطر جماعت احمدیہ نے خدمت خلق کا یہ کام سر انجام دیا ہے ۔
سردار ترپت راجندر سنگھ صاحب باجوہ M.L.A نے پبلک کو ایڈریس کیا اور جماعت کے ریلیف ورک کی تعریف کی اور شہر کے دوسرے مسائل ڈھاب کی صفائی پلوں کی تعمیر سرکاری ہسپتال کا قیام کا بطور خاص ذکر کیا کہ جلد کئے جائیں گے ۔ آخر پر چائے پارٹی دی گئی اور اس طرح ۳۰ - ۱ بجے یہ تقریب اختتام کو پہنچی ۔

ربوہ (پاکستان) میں پہلے روزنامہ الفضل کی اشاعت پر پابندی اور پھر قرآنی آیات اور اسلامی اصطلاحات کے استعمال پر پابندی کی وجہ سے اب لندن سے ہفت روزہ "الفضل انٹرنیشنل" شائع کیا جارہا ہے۔ دائیں جانب اس کے پہلے سرورق کا نمونہ ملاحظہ فرمائیں ۔

مَنْقُولَات

الفضل انٹرنیشنل کا اجرا

لندن (پ ر) لندن سے جماعت احمدیہ کے اخبار الفضل کے عالمگیر ایڈیشن الفضل انٹرنیشنل کا اجرا ہو گیا ہے اخبار کا آغاز ہفتہ وار ایڈیشن سے کیا گیا ہے الفضل انٹرنیشنل کے مدیر اعلیٰ رشید احمد چوہدری کو مقرر کیا گیا ہے جو جماعت احمدیہ کے انفارمیشن اور پریس سیکرٹری ہیں۔

جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ

لندن (پ ر) جماعت احمدیہ یو کے کا ۲۸واں سالانہ جلسہ اسلام آباد ٹلفورڈ سرے میں جمعہ ۳۰ جولائی سے شروع ہو گیا ہے جس میں پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش، انڈونیشیا، ملیشیا، فجی، آسٹریلیا، یورپ کے تمام ممالک کینیڈا، امریکہ، افریقہ کے بیشتر ممالک کے علاوہ دور دراز کے جزائر اور سابق روسی سٹیٹس سے آئے ہوئے تقریباً پندرہ ہزار لوگ شامل ہوئے۔ جلسہ کا افتتاح کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے امام مرزا طاہر احمد نے حاضرین کو نوید سنائی کہ تمام دنیا میں بڑی تیزی کے ساتھ احمدیت کا نفوذ ہو رہا ہے اور جلد ہی بہت بڑی تعداد میں لوگ احمدیت اختیار کر لیں گے۔ انہوں نے خاص طور پر پاکستان، بنگلہ دیش اور گھانا کا ذکر کیا۔ انہوں نے بتایا کہ پاکستان میں ڈش انٹینا کی مدد سے اب خطبہ جمعہ لندن سے براہ راست دیکھا جاتا ہے اور اسے ریڈیو پر بھی براڈ کاسٹ کیا جارہا ہے جس کی وجہ سے لوگوں میں احمدیت کی طرف میلان بڑھ رہا ہے اور بعض شدید ترین مخالف بھی خطبہ جمعہ سننے کے بعد احمدیت میں داخل ہو گئے ہیں جماعت احمدیہ کے ترجمان رشید احمد چوہدری نے بتایا کہ جلسہ کی کارروائی مختلف زبانوں میں ساتھ ساتھ سیٹلائٹ کے ذریعہ تمام دنیا میں نشر کی جا رہی ہے ترجمان نے یہ بھی بتایا کہ جلسہ کے آخری دن یعنی اتوار یکم اگست پنڈال میں ہی عالمی بیعت ہوگی اور یہ پہلا موقع ہے کہ متعدد ممالک میں اس کارروائی کو ٹیلیویژن کے ذریعہ دیکھا جائے گا۔

(جنگ لندن یکم اگست ۱۹۹۳ء)

افریقہ میں جماعت احمدیہ کو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ مرزا طاہر

لندن (پ ر) جماعت احمدیہ یو کے کے جلسہ کے دوسرے روز ہفتہ کو امام جماعت احمدیہ مرزا طاہر احمد نے جماعت احمدیہ کی عالمگیر ترقی کا جائزہ لیتے ہوئے کہا کہ جماعت کی ترقی کی رفتار روز بروز بڑھ رہی ہے پہلے ہر سال بے شمار افراد جماعت احمدیہ میں داخل ہوتے تھے پھر ہزاروں کی تعداد میں لوگ اس جماعت میں شامل ہونے لگے اور اب یہ تعداد لاکھوں سے بھی بڑھ گئی ہے اور افریقہ کے بعض حصوں میں پورے کے پورے گاؤں جماعت احمدیہ میں شامل ہو چکے ہیں انہوں نے بتایا کہ گزشتہ سال ان ملکوں کی تعداد جن میں احمدیت کا آغاز ہوا ۱۰۳ تھی امسال پانچ کا اضافہ ہوا ہے نئی مساجد کا ذکر کرتے ہوئے امام جماعت احمدیہ نے کہا کہ گزشتہ سال کے دوران جماعت احمدیہ کو ۳۱۸ نئی مساجد ملیں ان کے علاوہ جماعت نے ۱۱۲ نئی مساجد تعمیر کیں مرزا طاہر احمد نے کہا کہ اس وقت دنیا بھر میں احمدی مبلغین کی تعداد ۷۲۶ ہو گئی ہے انہوں نے دوران تقریر جماعت احمدیہ کے مختلف شعبوں کی کارروائیوں کا ذکر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے پریس سیکرٹری رشید احمد چوہدری کے کام کو سراہا اور بتایا کہ اس شعبہ کی طرف سے گزشتہ ۹ سالوں میں کل ۳۶۸۳ خبریں اور مضامین دنیا بھر کے اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں ۳۵ ہزار ایسے اخباری تراشے جو جماعت احمدیہ کے بارے میں ہیں جمع کئے جا چکے ہیں انہوں نے بوسنین مسلمانوں کی قربانیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ جماعت احمدیہ ان کی خدمت کے لئے ہر وقت اور ہر طرح تیار ہے اخبارات و رسائل کے ضمن میں انہوں نے الفضل انٹرنیشنل لندن کا تذکرہ کیا اور بتایا کہ لندن سے اخبار الفضل کا انٹرنیشنل ایڈیشن اس لئے جاری کیا گیا ہے کہ الفضل ربوہ کو جنرل ضیاء کے جاری کردہ آرڈی نینس کی وجہ سے تحریر کی آزادی نہیں اور وہ خدا کا نام بھی نہیں لے سکتے قرآن مجید کی آیات لکھنے پر بھی پابندی ہے۔ اگر قرآنی آیات شائع کی جائیں تو اس کو بھیانک جرم سمجھا جاتا ہے جلسہ کی کارروائی بذریعہ سیٹلائٹ تمام دنیا میں نشر کی گئی۔

(جنگ لندن ۲ اگست ۱۹۹۳ء)

شرائطِ بیعت سلسلہ عالیہ احمدیہ

(تحریر فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

اوّل:- بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم:- یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم:- یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسولؐ کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نمازِ تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

چہارم:- یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم:- یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلاء میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضاء ہوگا۔ اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم:- یہ کہ اتباعِ رسم اور متابعتِ ہواوہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرلے گا اور قَالَ اللہ اور قَالَ الرَّسُول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم:- یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلّی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم:- یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم:- یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم:- یہ کہ اس عاجز سے عقدِ اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تاوقتِ مرگ قائم رہے گا اور اس عقدِ اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

(اشتہار تکمیلِ تبلیغ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء)

▲

عالمی بیعت کا منظر

تقریب بیعت جلسہ سالانہ برطانیہ کے آخری روز یکم اگست ۱۹۹۳ء کو منعقد ہوئی جس میں اسلام آباد (ٹلفورڈ) لندن میں ۸۴ ممالک کے نمائندے اور دُنیا بھر میں دو لاکھ چار ہزار تین صد آٹھ افراد نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

▲ گزشتہ دنوں پنجاب میں آئے خوفناک سیلاب کے بعد خدّامِ احمدیت، قادیان اور مضافات میں ریلیف تقسیم کر رہے ہیں۔
(تفصیلی مضمون اندر کے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں)

▶ تقسیم ریلیف کا ایک منظر